سیدزادی کا نکاح
غیر سید سے
تالیف
مفتی محمد فیض احمد اویسی
باہتمام
عطاری پبلشرز
Phone : 2446818 Mobile : 0300-8271889
E-mail : karwaneattari@hotmail.com

مقدمہ

۱...... سادات کرام صد اکرام و احترام کے لائق ہیں کیونکہ ان میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خونِ اقدس ہے۔ اسی لئے اہلسنّت (بریلوی) انہیں اپنا سر کا تاج اور جان سے عزیز ترین سمجھتے ہیں۔ اہلسنّت کی اس روش سے دینی علوم اور اسلامی رسوم سے دوری کی وجہ ہے بعض سادات یہ سمجھنے لگ گئے ہیں کہ ہم شرعی احکام سے مرفوع القلم ہیں کیونکہ شریعت ہمارے گھر کی ہے بعض تو جہالت اتنا گھر کر گئی ہے کہ وہ اپنا تعارف کراتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم اہلسنّت ہیں اور وہ فلاں اُمتی ہے گویا وہ خود کو اُمتی ہی نہیں سمجھتے اسی زعم میں مبتلا ہوئے کہ ہم ہی ہیں اونچے باقی سب نیچ۔

۲...... واقعی سادات کرام اونچے ہیں لیکن شرعی احکام سے مرفوع القلم نہیں۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی شریعت کا جس طرح حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پابند فرمایا ہے ویسے ہی حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلکہ سادات کرام کو زیادہ پابندی کرنی چاہئے کیونکہ گھر والوں کو اپنے گھر کی زیادہ فکر ہوتی ہے اور جو سیّد صاحب سرے سے گھر کو ہی آگ لگا دے تو اس سے کون پوچھے۔

۳...... سادات کرام کو اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت سے احکام شرعیہ میں ان کے اعزاز میں ممتاز فرمایا ہے کہ زکوۃ و صدقہ نہ کھائیں اور اُمت عامہ کو حکم ہے کہ ان کے امور میں انہیں تقدیم دیں ان کی خوب اور ہر طرح تعظیم و تکریم میں کوئی کسر نہ چھوڑیں لیکن شرعی امور کی پابندی میں کسی قسم کی رعایت نہیں۔

٤...... شرعی شعبوں میں سے ہر شعبہ کے علیحدہ علیحدہ قواعد ہیں یوں ہی نکاح و بیاہ بھی ایک شعبہ ہے اس میں دوسرے شعبوں کی بہ نسبت زیادہ تسہیل و تیسر رکھی گئی ہے لیکن سادات کیلئے ایک دائرہ کھینچ دیا گیا ہے۔ وہ دائرہ ہے کفوٗ، چنانچہ فرمایا القریش اکفاء بعضھم لبعض اس کی تشریح آگے چل کر عرض کروں گا۔

۵...... سیّد کوئی علیحدہ قومیت نہیں یہ حضرات بھی قریشی ہاشمی مطلبی ہیں۔ سید شریف یہ ایک اعزاز ہے جو حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کو عطا فرمایا ہے انہیں علیحدہ قوم نہ سابق دور میں کسی نے سمجھا نہ دورِ حاضرہ میں کوئی علیحدہ قوم کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ یہ خصوصیت بھی اسی مقدس گھرانے کو نصیب ہے باقی تمام لوگوں کا انبیاء علیہم السلام سمیت نسب اولادِ نرینہ سے چلتا ہے لیکن اس مقدس گھرانہ کا نسب سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سبب سے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چلتا ہے لیکن احکامِ نکاح و بیاہ میں اس گھرانہ پاک کو قریش سے منسلک رکھا گیا۔ جیسا کہ واقعات و شواہد مصرح ہیں۔

٦......حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے زمانۂ اقدس میں ہی نکاح و بیاہ کے تعلقات عام رکھے تاکہ آئندہ اُمت ذات پات کے چکر میں نہ پھنس جائے۔ ہاں بعض مواقع پر فتنہ وفساد کو روکنے کیلئے فقہاء کرام نے کفوٗ وغیرہ کے متعلق قواعد مرتب فرمائے جن اصول وقواعد سے اُمتِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاشرہ احسن طریق سے چلا اور چل رہا ہے۔

جہاں گھریلو معاملات میں خانہ جنگی چھڑ جاتی ہے وہ ان اصولوں سے انحراف کی وجہ سے ہوتی ہے۔اب ذیل میں فقیر کفو کے متعلق تفصیل عرض کرتا ہے۔

نوٹ...... یاد رہے کہ خاندان اور کفو میں فرق ہے خاندان تبدیل نہیں ہوتا، کفو تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ کفو کو خاندان میں حصر نہیں کیا جاسکتا ایک خاندان کے دوسرے خاندان میں نکاح ہوتے رہے، اور ہو رہے ہیں تفصیل آتی ہے۔

کفو کی تفصیل

کفو بمعنی برابری، اس کا لحاظ چھ چیزوں میں ہے۔

(۱) اسلام (۲) نسب (۳) پیشہ (٤) دیانت وتقویٰ (٥) حریت (٦) اور مال، پھر کفائت کی دو قسمیں ہیں:۔

کفائت لازمی وضروری اور کفائت غیر ضروری واختیاری۔

کفائت لازمی اور ضروری دینی اور اسلامی کفائت ومماثلت ہے کہ کسی مسلمان لڑکی کا نکاح کسی کافر ومشرک سے باجماعِ امت حرام ہے کیونکہ قرآن مجید میں اس کی صریح نص ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولا تنکحوا المشرکین اور مشرکوں کے نکاح میں نہ دو حتیٰ یؤمنوا و لعبد مؤمن خیر من مشرک ولو اعجبکم جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور بیشک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگر چہ وہ تمہیں بھاتا ہے۔

فائدہ...... آیت سے ثابت ہوا کہ اسلامی کفائت فرض ہے اور قرآن کے مطلق حکم سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آزاد مسلمان عورت کا مومن غلام سے نکاح اور اس کا عکس جائز ہے قرآن کے اس مطلق میں کوئی تخصیص نہیں سیّدہ غیر سیّدہ، قرشیہ غیر قرشیہ وغیرہ وغیرہ کی کوئی قید نہیں اور نہ ہی اس میں کسی قسم کا کوئی اختیار ہے اگر چہ لڑکی اور اس کے ولی کافر مشرک سے نکاح کرنے پر راضی ہو جائیں تب بھی ناجائز ہے۔ کیونکہ کفائت فی الاسلام عورت اور اس کے ولیوں کا حق نہیں جو اُن کی رضا مندی سے ساقط ہو جائے بلکہ حق اللہ اور فریضہ الٰہیہ ہے۔﴿اسی وجہ سے ہم سُنّی مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ مرزائیوں، روافض، وہابیوں، دیوبندیوں کو رشتہ دینا اپنی اولاد کو زندگی میں جہنم میں جھونکنا ہے اور زندگی بھر اپنی بچیوں کو زنا کے گڑھے میں پھینکنا ہے۔ اللہ تعالیٰ سُنّی مسلمانوں کو سمجھ دے۔(آمین)﴾

یہی ایک شرط ضروری اور لازمی ہے باقی پانچ غیر ضروری اور اختیاری ہیں اسی لئے امام مالک کے نزدیک صرف ایک شرط ہے اس کی تفصیل آئے گی۔(اِن شاءَاللہ)

ان پانچوں کا دارومدار نزاع کے انسداد پر ہے وہ یہ کہ نکاح عار و ننگ کا سبب نہ بنے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقاہت کی داد دینی چاہئے کہ انہوں نے پانچ شرطوں کا انتخاب کر کے نکاح کے بارے میں اُمتِ مسلمہ کا ہمیشہ سے نزاع کا انسداد فرمایا مثلاً نسب میں نکاح نہ ہوگا تو لازماً جھگڑا اٹھے گا اور نسب میں نکاح ہو اس میں پیشہ حائل ہوا یا تقویٰ و دیانت نہیں تو لازماً جھگڑا اُٹھے گا کہ ایک پارسا خاتون کا کسی غلط کار فاسق و فاجر سے نکاح ہوا تو ان کی آپس میں زندگی اجیرن بن جائے گی ہر لمحہ زندگی زہر بن جائے گی خاتون ذونسب ہے شوہر کا پیشہ گھٹیا ہوگا آپس میں ننگ و عار کی وجہ سے جھگڑا بپا ہوگا۔ شوہر کے مال کی کمی خاتون کھاتے پیتے گھرانے کی ہے اس کیلئے زندگی موت بن جائے گی جب ان پانچوں شرائط کو مدنظر رکھا جائے گا تو کسی قسم کے جھگڑے اور فساد کا تصوّر تک نہ ہوگا۔ مثلاً......

نسبی اور مالی کفائت لڑکی کا حق ہے اور خاندانی کفائت کے حق میں لڑکی کے ساتھ اس کے اولیاء بھی شریک ہیں۔ اگر عاقلہ بالغہ لڑکی مالدار خاندان سے ہونے کے باوجود کسی غریب فقیر سے نکاح پر راضی ہوکر اپنا حق ساقط کردے تو اس کو اختیار ہے اور خاندانی کفائت میں لڑکی اور اس کے اولیاء سب اس حق کو کسی دوسری اہم مصلحت کی خاطر چھوڑ کر کسی ایسے شخص سے نکاح پر راضی ہوکر اپنا حق ساقط کردے تو اس کو اختیار ہے اور خاندانی کفائت میں لڑکی اور اس کے اولیاء سب اس حق کو کسی دوسری اہم مصلحت کی خاطر چھوڑ کر کسی ایسے شخص سے نکاح پر راضی ہو جائیں جو نسب اور خاندان کے اعتبار سے ان سے کم درجہ ہے تو ان کو اس کا حق اور اختیار ہے بلکہ مصالح دینیہ کے پیش نظر اس حق کو چھوڑ دینا محمود و مطلوب ہے۔

چونکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نزاع کا کوئی احتمال نہ تھا اسی لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متعدد مواقع میں اس حق کو نظر انداز کرنے اور مصالح دینیہ کی وجہ سے نکاح کر دینے کا مشورہ دیا۔ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر عمل کر کے اُمت کی رہنمائی فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت سیّدہ زینب بنت جحش قریشیہ کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ سے اور حضرت فاطمہ بنت قیس کا نکاح اسامہ بن زید سے کیا حالانکہ فاطمہ قریشیہ تھیں اور اسامہ غلام زادے تھے حضرت جویبر کا نکاح ذلفا سے کر دیا۔ حالانکہ جویبر فقیر اور تنگدست حسب و نسب کے لحاظ سے ادنیٰ تھے۔ جبکہ ذلفا زیاد بن لبید انصاری کی بیٹی تھی۔ جن کا مدینہ کے اہل ثروت اور عزت والے لوگوں میں شمار تھا۔ حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ نے سالم کو بیٹا بنایا اور اس سے اپنی بھتیجی ہند بنت الولید کا نکاح کر دیا۔ حالانکہ سالم انصار کی ایک عورت کے غلام تھے۔ حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود نے اپنی بہن سے کہا، میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم صِرف مسلمان سے نکاح کرنا۔ خواہ وہ گورے رنگ کا رومی ہو یا کالے رنگ کا حبشی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنی بہن کا نکاح حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا۔

یوں ہی صحابہ تابعین و تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور میں بعض اس طرح کے مواقع موجود ہیں جن کی چند مثالیں پیش کی جائینگی۔
دورِ حاضرہ میں ہونے والی شادیاں زیادہ تر غیروں میں ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ پڑھی لکھی اور سمجھدار لڑکی بے ہنر اور جاہل و آوارہ لڑکے سے بیاہ دی جاتی ہے اور اس کا عکس جس کی وجہ سے گھر ہمیشہ میدان جنگ بنا رہتا ہے۔ جب کہ دوسرے خاندان کے لڑکے سے شادی کرنے میں شرائط کفو زیادہ پائے جاتے ہیں۔

سادات کرام

ہمارے سر کے تاج اور اُمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں برگزیدہ خاندان ہے اگر وہ صرف اس زعم میں کہ ہم ایک علیحدہ و برگزیدہ خاندان ہیں یہاں تک کہ قریش خاندان کو بھی برداشت نہیں کرتے حالانکہ شرعی اصول پر سادات کرام اس خاندان کا ایک برگزیدہ فرد ہے تو پھر نفرت کیوں جب کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود کو اسی خاندان کا ایک فرد بتایا۔ تو پھر آپ حضرات جن کی وجہ سے برگزیدہ ہیں ان کے اسوۂ حسنہ سے روگردانی کیوں۔ اسی لئے فقیر اویسی غفرلہ کا خیر خواہانہ مشورہ ہے کہ آپ حضرات کو چاہئے کہ اپنی صاحبزادیوں کے نکاح خاندان کے جاہل اور اَن پڑھ اور بے ہنر اور غلط کردار سیّد زادوں سے کرنے کی بجائے دوسرے اچھے خاندان کے پڑھے لکھے ہنرمند اور صاحب کردار لڑکوں سے کریں۔ اس طرح حضور علیہ السلام کی سنّت بھی زندہ ہوگی اور آپ کی بچی بھی خوش رہے گی۔

ورنہ بصورت دیگر آپ اپنے زعم شریف پر ڈٹے رہے تو حالات حاضرہ کے لحاظ سے برسوں تک آپ کو اپنا ہم پلہ نہ ملے گا اور صاحبزادی یوں ہی ضائع جائے گی تو پھر اس کا گناہ جناب کے سر رہے گا اور کل قیامت میں اپنے نانا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سیّدہ فاطمہ اور سیّدنا علی المرتضیٰ اور حسنین کریمین وغیرہم رضی اللہ عنہم کے سامنے رُسوائی ہوگی اور خدا نہ کرے وہ بھی آپ کے اس غلط رویہ سے آپ کو مُنہ نہ لگائیں تو پھر کیا کرو گے۔

اسی لئے بچی کے پیدا ہوتے ہی اس کیلئے اپنے خاندان سادات میں سے صالح پرہیزگار عالم باعمل سیّد کا انتخاب فرمائیں اگر خاندان قریش سے (جس پر اصول شرعی کی چھاپ ہے) اس کے گھر میں بچی کو بسانے میں گریز نہ فرمائیں بالآخر کسی اس عالم باعمل متقی سے بھی نفرت نہ کریں جس کی قومیت ممتاز ہے اس کے ساتھ رشتہ جوڑنا بھی آپ حضرات کیلئے موجب عار نہ ہونا چاہئے کیونکہ آپ حضرات اگر نسبی اولاد ہیں تو باعمل متقی علماء حضرات بھی حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معنوی اولاد ہیں۔

چنانچہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اپنی آل فرمایا ہے...... کل تقی و نقی فھو آلی او کمال قال ﷺ

نکاح کے بارہ ارشادات رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱...... عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً ثلاث لا تؤخرا الصلوۃ اذا آنت والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا و جدت لھا کفوا (رواہ الترمذی)

تین امور میں تاخیر روانہیں: (۱) نماز جب اس کا وقت ہو جائے (۲) جنازہ جب حاضر ہو جائے (۳) بیوہ جب تم کو اس کا کفول جائے۔

فائدہ...... حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر ارشاد گرامی کی تعمیل میں دارین کی فلاح و بہبودی ہے۔ اس ارشاد گرامی میں ہر اُمتی کو فلاح و بہبودی کا حکم ہے اس میں سیّد غیر سیّد تمام شامل ہیں۔ اسی لئے سادات حضرات ہوں یا تمام اُمتی اپنی فلاح و بہبود کے پیش نظر تعمیل میں کوتاہی نہ کریں بلکہ سادات کرام تو اور زیادہ اس پر عمل کرنے کے مستحق ہیں کیونکہ اگر گھر والے گھر کے سربراہ کا حکم نہ مانیں تو اور کون مانے گا۔

۲...... عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا خطبت الیکم من ترضون دینہ و خلقہ فزوجوہ والا تفعلوا تکن فتنۃ فی الارض و فساد عریض قال یا رسول اللہ ﷺ و ان کان فیہ قال وان کان فیہ قال فنکحوۃ ثلاث مرات (رواہ الترمذی، ج ۱، ص ۲۰۷)

اگر کوئی دیندار نیک عادات آدمی تم سے رشتہ مانگے تو دیدو اگر تم ایسا نہ کرو گے تو پھر زمین میں فتنہ وفساد پھیلے گا۔ عرض کی گئی اگر وہ مالی لحاظ سے کم اور قومی اعتبار سے پست ہو فرمایا، نکاح کردو (تاکید کے طور اس کلمہ کو تین بار دُہرایا)

فائدہ...... اس حدیث کے حاشیہ میں لکھا کہ وانکان فیہ شئی من قلۃ المال او عدم الکفاءۃ یعنی حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم دینداری اور اخلاق کی اچھائی کو چھوڑ کر حسب و جمال اور عہدہ و ملازمت مالداری اور شکل وصورت ہی کو دیکھتے رہو گے تو پھر اکثر عورتیں اور مرد بغیر نکاح کے ہی مرجائینگے تو پھر زنا ہو گا اور پھر اس سے عورت کے رشتہ داروں کو عار و ننگ اور غیرت لاحق ہوگی اور پھر نوبت قتل و غارت اور خونریزی اور فتنہ وفساد تک جا پہنچے گی۔ (اللہ تعالیٰ امان دے)

تبصرہ اویسی غفرلہ

دورِ حاضرہ میں اس ارشادِ گرامی کے خلاف کرنے پر کیا کچھ نہیں ہو رہا، زن، زر، زمین کے جھگڑوں میں زیادہ جھگڑے اسی نکاح کے بارے میں ہو رہے ہیں۔ خونریزی فتنہ وفساد عروج پر ہے۔ سادات کا گھرانہ عزت وآبرو کے لحاظ سے دنیا میں سب سے اونچا گھرانہ ہے خدانہ کرے اس میں اگر ایسی خرابی آجائے تو تمام اُمت کیلئے موجب ندامت ہے اور ہر ایک اعمال بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پیش ہوتے ہیں سادات کرام کے ایسے جھگڑوں پر اپنے گھرانے کے حالات زبوں دیکھ کر حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیا گزرتی ہوگی۔ یا پھر بچیوں کو محض غلط خیالی پر گھر میں بٹھانے سے یا عزت وآبرو پر دھبہ آئیگا، یا سیّدزادی سخت اور پُر کٹھن لمحاتِ زندگی گزار کر راہئ ملکِ بقا ہوگی تو پھر کیوں نہ حضرات سادات نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی پر عمل کرکے بچیوں کی زندگیاں خوشگوار بنائیں اور حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی دُعا لیں۔

۳...... حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا...... تنا کحوا وتنا سلوا فانی ابا ھی بکم الامم یوم القیٰمۃ
بہت زیادہ نکاح کرو اور بہت اولاد بڑھاؤ اس لئے کہ میں تمہاری وجہ سے قیامت میں دوسری اُمتوں پر فخر کروں گا۔

فائدہ...... اگر خاندانِ نبوت سے ایسی کثرت ہوگی تو حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیسی خوشی ہوگی۔ اسے سادات کرام سمجھیں تو سبحان اللہ۔

فائدہ...... اس حدیث شریف میں ہے کہ میدان قیامت میں تمام اُمتوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی ان میں سے اَسّی صفیں حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت ہوگی۔

انتباہ...... یہ ہے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیب جو کہ واقعہ قیامت میں ہوگا اسے آپ آج بتا رہے ہیں ہمارے مولوی صاحب جی کو تو اپنی جماعت جمعہ وعیدین کا علم نہیں ہوتا تو پھر سوچتے ہیں کیوں نہیں اور وہ کس منہ سے کہتے ہیں وہ بھی بشر میں بھی بشر ...... اربوں کھربوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں ان کیلئے لمحۂ فکر ہے۔

تحقیق الکفو

پہلے عرض کیا گیا ہے کہ سیّد مستقل کوئی قوم نہیں یہ ایک اعزازی لقب ہے۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ کی اولاد امجاد کو حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا فرمایا ہے اور ساتھ ہی بے شمار مناقب وکمالات ان سے وابستہ فرمائے اور یہ لقب ایسا مخصوص ہے کہ عرفاً اس میں خود سیّدنا علی المرتضیٰ اور ان کی دوسری اولاد بھی شامل نہیں۔ اس کے باوجود نکاح کے معاملہ میں خود حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس قبیلہ کو قریش سے نہ صرف منسلک فرمایا بلکہ عملی طور پر اپنی اولاد امجاد سادات کے رشتے غیر سادات (قریش) میں کئے یہاں چند حوالے عبارات فقہ بشمول احادیثِ مبارکہ حاضر ہیں۔

(۱) تنویر الابصار (متن) اور اس کی شرح درمختار میں ہے فقریش بعضهم اکفاء بعض اس کے تحت علاّمہ شامی لکھتے اشاربہٖ الیٰ انہ' لا تفاضل فیما بینھم من الھاشمی والنوفلی وامیتمی والعدوی وغیرھم و لھٰذا زوّج علی وھو ھاشمی ام کلثوم بنت فاطمہ لعمر وھو عدوی (درالمختار، ج۲، ص۴۷۹)

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ قریش کی تمام شاخیں ایک دوسرے کی بلاشبہ کفوٗ ہیں اور کسی شاخ کو کسی دوسری پر کوئی فضیلت نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باوجود ہاشمی ہونے کے اُم کلثوم دختر فاطمہ زہرا کا نکاح حضرت عمر سے جو کہ قریشی عدوی تھے کر دیا تھا۔ (عام قریشی پر ہاشمی کی نفسِ فضیلت تو مسلم ہے لیکن نکاح کے باب میں کوئی فضیلت نہیں۔)

فائدہ...... بعض لوگ شامی جیسی مشہور کتاب اور فن فتاویٰ میں مسلم تصنیف کے مقابلہ میں ایک غیر معارف کتاب بغیۃ المسترشدین کا حوالہ پیش کرتے ہیں خود وہی حوالہ اقراری بھی ہے اور انکاری بھی اصل عبارت ملاحظہ ہو...... و لا دلیل فی تزویج علی ام کلثوم بنت فاطمۃ من عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ عن الجمیع فلعلھا کانا یریان صحۃ ذٰلك

تبصرہ اویسی غفرلہ

مفتیانِ اسلام جانتے ہیں کہ ایسی گمنام کتابوں کی فتوے کے باب میں کوئی حیثیت ہی نہیں ہے کہ فتوے دینے کیلئے مشہور ومتداول کتب مذہب موجود ہیں اور فتویٰ صادر کرنے کے کچھ قواعد واصول مقرر ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے مستند فتاویٰ کی کتب کے مقابلہ میں ایسی غیر معروف کتب کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ متون موقوفہ بھی نا قابلِ قبول نہیں جب تک کتبِ فتاویٰ سے ان کی تائید نہ ہو۔

علاوہ ازیں غور کریں خود مذکورہ بالا حوالہ اقراری بھی ہے انکاری بھی حوالہ گومگو کی زد میں ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ام کلثوم کا نکاح کرنا حضرت علی کا حضرت عمر سے اس کی کوئی دلیل نہیں (یہ ہے انکار) پھر کہا کہ غالباً وہ دونوں اسے سمجھتے ہوں گے یہ ہے اقرار۔ سب جانتے ہیں کہ دوغلہ آدمی کسی کو پسند نہیں ہوتا جب حضرت انسان جیسا اکرم آدمی ناپسند ہے تو دوغلہ حوالہ کیسے پسند ہوسکتا ہے۔

غیور سادات

یہ خوب ہے کہ ساداتِ کرام غیرتِ ایمانی سے اپنی اولاد کا غیر سادات میں نکاح کرنا ناپسند فرماتے ہیں لیکن یہ تو سوچیں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کون غیور ہوسکتا ہے بلکہ حضور علیہ السلام نے اپنے غیور ہونے پر فخر فرمایا ہے لیکن اس کے باوجود اپنی صاحبزادیاں سیّدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیاہ دیں اور فرمایا کہ اگر میری سو صاحبزادیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے (حضرت) عثمان کو بیاہتا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی لختِ جگر سیّدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیاہ دی حالانکہ دونوں حضرات اصطلاحی وعرفی سیّد نہیں۔

لطیفہ......ان کے بارے میں بعض حضرات نے جواب دیا کہ یہ نکاح وحی کے حکم سے ہوئے واقعی بات تو حق ہے لیکن اس سے اُلٹا ہماری تائید ہوئی کہ اللہ تعالیٰ بھی یہی چاہتا ہے کہ سیّد گھرانہ اور قریش گھرانہ ایک ہے اسی لئے اس مسئلہ کی ترویج کیلئے حکم ایزدی ہوا لیکن فقیر کہتا ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک اور رشتہ قریش میں کیا یعنی حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح۔ یہ بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرورِ دوعالم کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر پاک تیس سال کی تھی جب سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ ان کا نکاح حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی حقیقی بہن حضرت ہالہ کے صاحبزادہ ابوالعاص سے ہوا جن کا سلسلہ نسب عبد مناف سے یوں ملتا ہے ابوالعاص بن ربیعہ بن عبدالشمس بن عبد مناف۔

ابوالعاص اور حضرت سیّدہ کا نکاح اعلانِ نبوت سے قبل ہوا۔ اعلانِ نبوت کے وقت حضرت سیّدہ زینب اپنی والدہ کیساتھ فوراً ایمان لے آئیں۔ حضرت ابوالعاص جنگ بدر کے بعد مکہ معظمہ میں کفار مکہ کے سامنے اعلانیہ خلعتِ اسلام سے ملبس ومزین ہوئے۔ سیّدہ زینب کا سن ۸ھ میں انتقال ہوا اور حضرت ابوالعاص ذی الحجہ ۱۲ھ کو فوت ہوئے۔ سیّدہ زینب کے بطن پاک سے حضرت علی بن ابوالعاص اور حضرت امامہ پیدا ہوئیں۔ یہی سبط النبی حضرت علی بن ابوالعاص فتح مکہ کے دن حضور کے ناقہ پر حضور کے ردیف تھے (حضور کے پیچھے سوار تھے) اس نکاح کیلئے وحی کی تصریح نہیں اسی لئے بات وہی ہوئی کہ سادات کا نکاح قریش وغیرہ میں ہوسکتا ہے۔

حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھتیجی کے نکاح کی وصیّت فرمائی

جیسے اوپر مذکور ہوا کہ سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تو ان سے ایک صاحبزادی بی بی امامہ پیدا ہوئیں۔

حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ پیاری نواسی ہیں جن کو گود میں لیکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ انکے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احب اھلی الی (صحیح مسلم، نسائی، ابوداؤد) اہل بیت میں میری سب سے زیادہ پیاری۔

اس پیاری نواسی کے متعلق ان کی خالہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وقت وصال اپنے شوہر نامدار علی المرتضیٰ کو وصیت فرمائی کہ میرے بعد آپ امامہ سے نکاح کرلیں۔ لہٰذا اس وصیت پر عمل کیا گیا جب حضرت علی مجروح ہوئے تو آپ نے امامہ کو وصیت کی کہ میرے بعد مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم سے نکاح کر لینا۔ لہٰذا اس پر عمل ہوا اور ان سے ایک بیٹا یحییٰ پیدا ہوا۔ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خود حضور کی نواسی آل رسول کا نکاح ہاشمی سے کرنے کا حکم صادر فرمایا (جو قیامت تک کیلئے ایک دلیل ہے۔)

تبصرہ اویسی غفرلہ

غیور سادات غور فرمائیں کیا وہ سیّدہ فاطمہ اور سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے زیادہ غیرت رکھنے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ جب وہ دونوں بی بی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کے بارے میں غیر سادات کی وصیت اور پھر اس پر عمل درآمد فرما رہے ہیں تو پھر ایک غلط تصور ذہن میں رکھ کر شہزادیوں کے حقوق تلف کر رہے ہیں پھر دوسری طرف اپنے نانا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی سوا۔ پھر یہاں چار روزہ زندگی میں محض ایک غلط خیالی کی وجہ سے عذابِ الٰہی اور رُسوائی از جناب نبوی کی زد میں کیوں۔

لطیفہ...... حضرت علی کا سیّدہ اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح ایک صاحب نے سرے سے انکار کر دیا لیکن پھر اقرار کر لیا ایک اور صاحب نے اپنے رسالہ میں لکھ مارا کہ یہ نکاح حضرت علی نے الہامِ الٰہی سے کیا تھا۔ ہم کہتے ہیں الہام ہوا تو بھی ہمارے حق میں۔ الہام جائز چیزوں میں ہوتا ہے ناجائز امور میں الہام نہیں ہوتے۔ وہاں تو الہام ہوا یہاں کیا ہوا کہ بی بی امامہ کیلئے نوفل بن حارث کی وصیت فرمادی۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصریح

حضرت امام محمد شیبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **جامع صغیر** میں فرماتے ہیں:

محمد، عن یعقوب، عن ابی حنیفة (رضی اللّٰہ عنھم) قریش بعضھم اکفاء بعض (جامع صغیر)

مولوی عبدالحی لکھنوی اس کی شرح النافع الکبیر میں اس مقام پر لکھتے ہیں:

قال النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم قریش بعضھم اکفاء بعضھم بطن بطنٍ و بھذا تبین ان الفضیلة بین الھاشمیین ساقطة فی ھٰذا الحکم، الاتریٰ ان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم زوّج ابنته' رقّیة رضی اللّٰہ عنھا من عثمان رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه وکان امویاً لا ھاشمیاً و کذٰلك علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه زوّج ابنته' اُمّ کلثوم من عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه وکان عدویاً لا ھاشمیةً فثبت ان قریشا کلھم اکفاء و سواء فی النکاح (النافع الکبیر، ص ۱۴۰)

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش ایک دوسرے کے بطن ہیں اس سے ظاہر ہوا کہ ہاشمیوں کی فضیلت دوسرے قریش کے حق میں ساقط ہوگئی نکاح کے حکم میں۔ کیا نہیں دیکھتے ہو کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیاہ دی حالانکہ وہ اموی خاندان (قریش) سے تھے یوں ہی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیاہ دی حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عدوی قرشی ہیں ہاشمی نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ قریش سب کے سب ایک دوسرے کے کفو ہیں اور نکاح میں برابر ہیں۔ کسی قسم کی تفریق نہیں کہ وہ سیّد ہے اور یہ غیر سیّد وغیرہ۔

تصریحات فقہائے احناف

امام علاؤالدین، ملک العلماء الکاشانی المتوفی ۵۸۷ھ بدائع الصنائع میں لکھتے ہیں:

ولا تکون العرب کفاء لقریشٍ لفضیلة قریش علیٰ سائر العرب ولذٰلك اختصت الامامة بهم قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم الائمة من قریش بخلاف القرشی انه یصلح کفاء للهاشمی و ان کان للهاشمی من الفضیلة مالیس للقرشی لکن الشرع امسقط اعتبار تلك الفضیلة فی باب النکاح عرفنا ذلك بفعل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم و اجماع الصحابة رضی اللّٰه عنهم فانه روی ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم زوج ابنته من عثمان رضی اللّٰه عنه وکان امویاً لا هاشمیاً و زوج علی رضی اللّٰه عنه ابنته (اُمّ کلثوم) من عمر رضی اللّٰه عنه ولم یکن هاشمیاً بل عدویاً فدل ان الکفائة فی قریشٍ لا تختص ببطنٍ دون بطن (ج۲،ص۳۱۹)

عربی قریش کا کفو نہیں کیونکہ قریش کو تمام عرب پر فضیلت حاصل ہے، اسی لئے امامت ان ہی کے ساتھ مختص ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ امام قریش میں سے ہوں گے اور قریشی ہاشمی کا کفو ہے کہ اگرچہ ہاشمیوں کو مزید فضیلت حاصل ہے لیکن نکاح کے باب میں شرع شریف نے اسکو کوئی اہمیّت نہیں دی اور یہ بات ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فعل وعمل اور صحابہ کے اجماع سے معلوم ہوئی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی (بلکہ دو بیٹیوں کا یکے بعد دیگرے) کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کردیا تھا جبکہ وہ اموی تھے اور پھر (اسی سنّت پر عمل کرتے ہوئے) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیٹی اُمِ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کردیا تھا جبکہ وہ بھی ہاشمی نہ تھے بلکہ صِرف قریشی عدوی تھے۔ تو اس سے یہ مفہوم ہوا کہ قریش کی ہر شاخ دوسری شاخ کی کفو ہے نکاح میں اور بلا جھجک ہاشمی سیّد زادی کا نکاح قریشی مرد سے ہوسکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اہلسنّت اور بالخصوص احناف ہاشمیوں کی فضیلت کے منکر نہیں مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت علی کے فعل اور صحابہ کے اجماع بلا اعتراض ونکیر کی بناء پر نکاح کے باب میں ہر قریشی کو ہاشمیوں کا کفو قرار دیتے ہیں۔

یوں ہی فتاویٰ عالمگیری میں ہے...... فقریش بعضهم اکفاء لبعض کیف کانوا حتیٰ ان القرشی الذی لیس بهاشمی یکون کفواً للهاشمی (فتاویٰ عالمگیری، ج۱ص۳۴۹) یعنی ہر قریشی ہاشمیہ کا کفو ہے اور کسی کو کسی پر بلحاظ نسب نکاح کے باب میں کوئی فضیلت وترجیح نہیں ہے۔

یوں ہی فتاویٰ قاضی خان میں بھی بالکل بعینہٖ یہی الفاظ مرقوم ہیں۔ (فتاویٰ قاضی خان)

قاعدہ......فقہ حنفی کا قاعدہ ہے کہ قاضی خان کسی مخدوم صاحب کا خلیفہ یا کسی سیّد اور پیر کا مرید نہ تھا کہ دباؤ میں آکر یا عقیدت کی رو میں بہہ کر کچھ کا کچھ لکھ دیا ہو۔

انہی امام قاضی خان کی نسبت فقہاء فرماتے ہیں کہ ان ما یصححہ' قاضی خان عن الاقوال یکون مقدماً علیٰ ما یصححہ' غیرہ' لانہ' کان فقیہ النفس (غمز عیون البصائر شرح اشباہ والنظائر، ردالمحتار)
ایک امام قاضی خان ہیں جن کی نسبت فقہاء فرماتے ہیں کہ ان کی تصحیح اوروں کی تصحیح پر مقدم ہے۔ کیونکہ وہ فقیہ النفس تھے۔

ازالۂ وہم...... یہ تو جب ہے کہ تصحیح مختلف ہو مگر یہاں اس مسئلہ میں تو مذہبِ مہذب حنفی کی متون، شروح اور فتاوی میں بحمداللہ، بلااختلاف ایک ہی بات کررہے ہیں کہ نکاح کے باب میں قریشی مرد، ہاشمیہ وسیّدزادی کا کفو ہے۔

قاعدہ...... فقہا کرام رحمہم اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں کہ مفتی کو چاہئے کہ مطلقاً قولِ امام ہمام امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر فتویٰ دے۔ چنانچہ (۱) منیہ (۲) سراجیہ (۳) محیط امام سرخسی (٤) وفتاویٰ عالمگیری (٥) وبحرالرائق (٦) ونہرالفائق (۷) وفتاویٰ خیریہ (۸) وتنویرالابصار (۹) وشرح علائی (۱۰) وحاشیہ طحطاوی، وغیرہا کتب معتمدہ میں اس کی تصریح ہے۔

درمختار میں ہے یا خذا القاضی کالمفتی بقول ابی حنیفۃ علی الاطلاق ثم بقول ابی یوسف ثم بقول محمد، ثم بقول زفر، والحسن بن زیاد، وھوالصح بلکہ منیہ اور سراجیہ اور بحرالرائق میں تو یہاں تک فرمایا کہ یجب علینا الافتاء بقول الامام وان افتی المشائخ بخلافہ اور ایسا ہی فتاویٰ خیریہ میں ہے۔ یعنی ہم پر واجب ہے کہ ہم مطلقاً امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پر فتویٰ دیں اگرچہ مشائخ دیگر اس کے خلاف فتویٰ دیں۔ صرف اسی قاعدہ پر امام احمد محدث بریلوی نے ایک ضخیم رسالہ لکھا ہے۔ قاضی مفتی کی طرح مطلقاً امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پر عمل کرے مطلقاً اس کے بعد قاضی ابویوسف اس کے بعد امام محمد اس کے بعد امام زفر وحسن بن زیاد کے اقوال پہ۔

ایک غلط عادت

دورِ حاضرہ میں کچھ اہلِ علم اپنے موقف کو مضبوط کرنے کیلئے احناف ہوکر غیر احناف سے تائیدات پیش کرنے لگ جاتے ہیں یہ عادت سخت غلط ہے کہ بعض باتوں میں مذہب حنفی پر عمل کرنا اور بعض میں دوسرے مذہب کو اپنانا اصطلاح فقہ میں **تلفیق** کہلاتا ہے جو کہ مطابق تصریحاتِ ائمہ مذہب حرام ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ خواہشِ نفسانی کی پیروی ہے اور اسی کو غیر مقلدیت کہتے ہیں کہ کوئی بات کہیں سے لے لی اور کوئی کہیں سے، **کہیں کی اینٹ اور کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا** اور غیر مقلد لوگ بھی بالکل ایسا ہی کیا کرتے ہیں تو ان کو غیر مقلد کہا جاتا ہے اب یہ دھندا ٹیڈی مجتہدین کے ہاتھ میں ہے کہ اپنے مقاصد کے پیش نظر صریح نصوص قرآن وحدیث کی تاویل کرنے میں باک نہیں۔ جمہور کے اقوال کو چھوڑ کر کسی ایک صحابی، تابعی، امام مجتہد کا قول لے لیتے ہیں ان کے بعض تو ایسے بیباک خود کو مفتی، چشتی قادری رضوی وغیرہ بھی کہلاتے ہیں لیکن ضرورت کے وقت سب کچھ پسِ پشت ڈال کر اپنی من مانی بات منواتے ہیں بعض فقہاء کی تصریحات کی پرواہ کئے بغیر اپنا عندیہ شریعت بنا کر دکھاتے ہیں۔ کم از کم اصول اسلام کے حدود کو تو نہ توڑیں۔ فقہ اسلامی کا قاعدہ ہے کہ مسئلہ شرعیہ میں اپنا نظریہ ٹھونسنے کے بجائے اسلاف کا دامن پکڑنا ضروری ہے کیونکہ اسلامی مسئلہ کا اثبات یا نفی ہر کہو مہ کا کام نہیں بلکہ اس کیلئے بہت بڑے مجتہد اسلام کا کام ہے چنانچہ درمختار کے متن تنویر الابصار نے فرمایا کہ لا یخبر الا اذا کان مجتھداً یعنی جو خود مجتہد ہو وہ قوتِ دلیل پر نظر کرے اور ہم پر وہی ترتیب لازم کہ علی الاطلاق مذہب امام (ابوحنیفہ) پر افتاء وقضاء کریں۔

فقاہت امام اعظم کی شان

علماء فرماتے ہیں کہ جو مسئلہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور طے نہ ہو قیامت تک مضطرب رہے گا۔ (بحرالرائق، مفسدات الصّلوٰۃ فتاویٰ ظهيريه، فصل ثالث والاشباه والنظائر) امام مرغینانی صاحبِ ہدایہ فرماتے ہیں کہ

فقريش بعضهم اكفاء لبعض والاصل فيه قوله عليه السلام قريش بعضهم اكفاء لبعض ببطن بطن ولا يعتبر التفاضل فيما بين قريش لمارويناه (ہدایہ، ج ا ص ۲۸۹)

قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں اس میں قول علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں ایک شاخ کا تعلق دوسری شاخ سے ہے اس میں یعنی قریش میں ایک دوسرے پر نکاح کے بارے میں کسی قسم کی فضیلت نہیں۔

فائدہ...... ہدایہ کی عبارت مذکورہ بالا میں لما روینا کے تحت عندیہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ یعنی من قولہٖ عليه السلام قريش بعضهم اكفاء لبعض قابل البعض من غير اعتبار الفضيلة بين قبائلهم الا ترىٰ ان النبى صلى الله عليه وسلم زوّج ابنته' عثمان رضى الله عنه و كان من بنى عبد شمس (عنایہ بر ہدایہ، ج ۲ ا ص ۲۸۹)

قولہ علیہ السلام کہ قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں ان میں کسی قسم کی فضیلت کا اعتبار نہیں نکاح کے معاملہ میں ایک دوسرے کی فضیلت کا کوئی تصوّر نہیں۔ کیا نہیں دیکھتے ہو کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیاہ دی حالانکہ وہ قریش میں بنو عبد شمس کے قبیلہ سے تھے۔ خلاصہ کلام یہ کہ سادات کرام سب سے پہلے خاندان کے لوگ ڈاکو، چور، فاسق، فاجر، لڑاکے شرارتی ہیں اور شہزادی نیک، پارسا اعلیٰ نسب کی مالک ہے تو خواہ مخواہ شہزادی کو ان شرارتیوں، ڈاکوؤں اور فاسقوں فاجروں کے پنجوں میں گرفتار نہ کریں۔ خاندان وقریش یا اعلیٰ نسب کا فرد جو تقویٰ وطہارت اور خدا ترسی اور اعمال صالحہ کا پیکر ہے اس سے رِشتہ جوڑیں تا کہ شہزادی کی دُنیوی زندگی سکون سے گزرے اور آخرت میں بھی وہاں مقام پائے جہاں سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عالی مقام ہے...... والاختیار بدست مختار

نسب و حسب کا موازنہ

دورِ جاہلیت سے تا حال نسب وحسب کا مقابلہ رہا ہے اور ہمارے دور میں تو نسبی تفاخر زوروں پر ہے اس پر کچھ لکھنے اور کہنے کی ضرورت نہیں قرآن وسنت اور اسوۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ائمہ مجتہدین اور اولیاء کاملین وعلمائے ربانیین کے یہی تقاضہ ہے مثلاً عرب اپنے سوا تمام دنیا کے لوگوں کو عجم کہتے ہیں یعنے گونگے لیکن اپنے ایک قوم کو جو خسیس دیکھا ان سے بھی رشتے ناطے منقطع کر دیئے وہ ہے باہلہ خاندان جن کے متعلق شاعر کہتا ہے ؎

وما ینفع الاصل من ہاشم اذا کانت النفس باھلہ

اصلی (نسب) کوئی فائدہ نہ دے گا اگر ہاشمی خاندان سے ہو جب نفس و عادات خصال قوم باہلہ جیسی ہو۔

اس کا پس منظر یوں ہے کہ بنو باہلہ عرب میں ایک مشہور قبیلہ کا نام ہے صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: و ھی قبیلہ معروفتہ بالا نائۃ لانھم کانوا یاکلون نقی عظام المیتہ یہ ایک قبیلہ ہے جو مردار کی ہڈیوں کا گودا کھایا کرتے اہلِ عرب اسے بچشمِ حقارت دیکھتے۔

شعر کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بہ اعتبار فطرت باہلہ قوم کی گھٹیا عادات وخصائل اور گندی طبیعت والا ہو تو وہ کسی عالی خانوادے میں ایسے شخص پیدا ہو جانے سے اس کا طبعی گھٹیا پن زائل نہیں ہو سکتا نہ ہی ایسے شخص کیلئے کسی عالی خاندان کا فرد ہونا کوئی قابلِ فخر بات ہو سکتی ہے اصل چیز بلندیٔ اخلاق اور فطری عالی پن ہے نہ کہ فطرت اور عادات گھٹیا پن کے ساتھ محض کسی عالی خانوادے سے منسوب ہونا۔

فائدہ...... اس سے ثابت ہوا کہ نسبی فخر کسی کام کا نہیں جب تک اس میں اعلیٰ اخلاق وبہتر خصائل نہ ہوں۔

نتیجہ...... اسلام میں ذات پات پر خصوصی توجہ نہیں شخصیات کے کردار کو معتبر بتایا گیا ہے ذات (قومیت) کو صرف تعارف تک محدود رکھا گیا ہے اگر کسی قوم کو کوئی شرف ہے تو بھی کسی کے صدقے چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ملاحظہ ہو: یایھا الناس انا خلقنکم من ذکرو انثیٰ و جعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ط ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقٰکم ط

اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہنچان رکھو بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔

اس آیت کے شانِ نزول میں شخصی اہمیت کے اظہار کیلئے حضرت صدرالافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خزائن العرفان میں لکھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بازار میں ایک حبشی غلام ملاحظہ فرمایا جو یہ کہہ رہا تھا کہ جو مجھے خریدے اس سے میری یہ شرط ہے کہ مجھے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتداء میں پانچوں نمازیں ادا کرنے سے منع نہ کرے۔ اس غلام کو ایک شخص نے خرید لیا پھر وہ غلام بیمار ہوگیا تو سیّد عالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی عیادت کیلئے تشریف لائے پھر اس کی وفات ہوگئی اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے دفن میں تشریف لائے۔ اس پر لوگوں نے کچھ کہا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، آیت کا مطلب ہے نسب کے اس انتہائی درجہ پر جا کر تم سب کے سب مل جاتے ہو تو نسب میں تفاخر اور تفاضل کی کوئی وجہ نہیں سب برابر ہو ایک جدّ اعلیٰ کی اولاد ہو ہر ایک دوسرے کا نسب جانے اور کوئی اپنے باپ دادا کے سوا دوسرے کی طرف اپنی نسبت نہ کرے نہ یہ کہ نسب پر فخر کرے اور دوسروں کی تحقیر کرے اس کے بعد اس چیز کا بیان فرمایا جاتا ہے جو انسان کیلئے شرافت وفضیلت کا سبب اور جس سے اس کو بارگاہِ الٰہی میں عزت حاصل ہوتی ہے۔

فائدہ...... اس سے معلوم ہوا کہ مدار عزت وفضیلت کا پرہیزگاری ہے نہ کہ نسب۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو آدم اور حوا سے پیدا کیا۔ تمہارا جدّ اعلیٰ ایک ہی ہے تم ایک ماں باپ کے بیٹے ہو۔ تمہارا ایک ہی نسل ہے تعلق ہے لیکن تمہاری آسانی کیلئے تمہاری شاخیں اور قبیلے بنا دیئے ہیں تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ لیکن یاد رکھو اللہ کے نزدیک تمہارے قبیلوں کا تفاخر کوئی معنی نہیں رکھتا۔ تمہاری خاندانی عزتیں اور عظمتیں بے معنی ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے یہاں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

ثابت ہوا کہ اسلام میں تقویٰ، نیک ہونا، اچھے اخلاق یعنی اسوۂ حسنہ کا حامل ہونا معتبر ہے نہ کہ نسب، ہاں کسی نسب کو کوئی شرف ہے وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجہ سے مثلاً تمام بنو آدم میں عرب افضل ہے کہ اسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت ہے چنانچہ فرمایا، احبوا العرب لانی عربی او کما قال صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم عرب سے محبت کرو اس لئے کہ میں عربی ہوں...... پھر عرب میں جس قبیلہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ قرب ہوگا وہ دوسروں سے افضل واشرف ہوگا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل کی اولاد سے کنانہ کو منتخب کیا اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور ہاشم سے مجھ کو (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ترمذی شریف میں یہ بھی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے اسماعیل علیہ السلام کو منتخب کیا۔ معلوم ہوا بنی ہاشم سب سے افضل خاندان ہے جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔

سادات کی شان

اسی اعتبار سے بنو ہاشم سے بنو فاطمہ (سُنّی) افضل واعلیٰ ہیں کہ بنو فاطمہ کو اپنی اولاد فرمایا ہے۔ اس فضیلت نسبی کی وجہ معلوم ہوگئی تو قاعدہ نہ بھولنا کہ نکاح کے معاملہ میں تمام قریش کو ایک لڑی میں پرویا ہے کہ القریش اکفاء بعضھم لبعض اس سے خود کو مستثنیٰ نہیں فرمایا بلکہ عملی طور اپنی شہزادیوں کا نکاح قریشیوں میں کیا جیسے سیّدنا عثمان اور ابوالعاص اور حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہم۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی پیروی میں سیّدہ اُمّ کلثوم کا حضرت عمر سے اور بی بی امامہ کا۔ اس قاعدہ کو تمام فقہاء احناف نے نقل فرمایا ہے کہ تفاضل نسبی میں نکاح کا معاملہ مستثنیٰ ہے چنانچہ امام سرخسی نے تفاضل مذکور بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ...... و مع التفاضل ھم اکفاء یعنی نسب میں کم وبیش کے باوجود وہ ایک دوسرے کے کفو ہیں۔

لطیفہ......اس قاعدہ کو توڑنے کیلئے بعض فضلاء عجیب وغریب باتیں بتاتے ہیں جن کی باتوں سے ہنسی بھی آتی ہے اور حیرانی بھی مثلاً حضور علیہ السلام کا ایسا کرنا آپ کی خصوصیت اور آپ نے وحی کے ذریعے ایسے فرمایا اور بوجہ ضرورت یوں ہی کر دیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی الہام سے ایسا کیا وغیرہ وغیرہ۔ ان کے اور ان کے علاوہ ان فضلاء کے اوہام کے جوابات سوال وجواب کے باب میں آئیں گے۔ اِن شاءاللہ تعالیٰ

علم کا تفوق

پرہیزگاری کیساتھ علم کا جوہر بھی ہو تو پھر اس کا مقابلہ نسب وغیرہ سے نہ ہو سکے گا کیونکہ کتاب وسنت میں زیادہ زور نسب وقوم پر نہیں بلکہ علم وتقویٰ، دیانت وعمل صالح پر دیا گیا ہے اور اس کی رفعت وبرتری بیان کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یرفع اللہ الذین اٰمنو امنکم والذین اوتو العلم درجٰت ط اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ بلند ہیں جو تم میں سے ایماندار ہیں اور دینی علم رکھنے والوں کے تو بہت اونچے درجے ہیں۔

اور فرمایا: قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ط ترجمہ: تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان۔

مفتی احمد یار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہاں ایک لطیف دلیل لکھی فرمایا کہ معلوم ہوا کہ عابد سے عالم افضل ہے، ملائکہ سے عابد تھے اور آدم علیہ السلام عالم، عابدوں کو عالم کے سامنے جھکایا۔ یہاں مطلقاً ارشاد ہوا کہ عالم غیر عالم سے افضل ہے اور غیر عالم خواہ عابد ہو یا غیر عابد بہر حال اس سے افضل ہے۔

فضیلت علمی کا تفوق نکاح و بیاہ میں

نسب کے بارے میں فضائل جیسے فضائل بنو ہاشم اور فضائل سادات نکاح و بیاہ پر اثر انداز نہیں لیکن علمی جوہر اثر انداز ہے چنانچہ فقہاء کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

درمختار میں ہے...... وان بالعالم فکفوء لان شرف العلم فوق شرف النسب والمال کما جزم بہٖ البزازی وار تضاہ الکمال وغیرہ

اورشامی میں فرمایا کہ...... و ذکر الخیر الرملی عن مجمع الفتاویٰ العالم یکون کفواً للعلویۃ لان شرف الحسب اقویٰ من شرف النسب (ردالمختار، ج۲ص۳۵۰)

اور فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے کہ عالم اور فقیہہ کفو ہے علویہ عورت اور سیّدزادی کا کیونکہ دین کی شرافت بہ نسبت نسب کے زیادہ ہے، اسی پر فتاویٰ بزازیہ میں جزم کیا اور اسی کو امام کمال الدین ابن ہمام نے پسند کیا ہے اور یہ ان کا قول قرآن سے مؤید ہے اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون یعنی اے نبی! کہہ دو کہ کیا علم والے اور بے علم برابر ہوسکتے ہیں، نہیں ہوسکے۔ (کہ استفہام انکاری ہے)

امام ابن الھمام کا علمی پایہ

اوپر مذکور ہوا کہ امام کمال الدین ابن ہمام نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ دینی عالم سیّدزادی کا کفو ہے اور اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک امام محقق علی الاطلاق کمال الدین ابن الہمام ہیں۔ جن کی نسبت علماء کی تصریح ہے کہ پایہ اجتہاد رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ اُن کے بعض معاصر اُنہیں لائقِ اجتہاد کہتے ہیں حالانکہ معاصرت دلیلِ منافرت ہے۔

ردالمختار میں ہے...... قدّ مناغیر مرّۃٍ ان الکمال من اھل الترجیح کما افادہ' فی قضاء البحر، بل صرّح بعض معاصریہ بانہ' من اھل الاجتھاد

امام ابن الہمام اہل ترجیح سے ہیں بلکہ بعض ان کے ہم عصر علماء نے تصریح کی کہ وہ اہلِ اجتہاد سے ہیں۔

فائدہ...... امام ابن الہمام کو معاصرین کا اجتہاد مان لینا یہ ان کے علمی رعب ہے ورنہ معاصرت موجب نفرت مشہور مقولہ ہے اور ہم اپنے معاصرین کو دیکھ رہے ہیں کہ کسی کے علمی و تحقیقی جواہر کے اعتراف کے بجائے ایک دوسرے کے جواہر کو گندگی کا لبادہ اڑھا کر عام کو اس سے بدظن کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جاتا ہے۔

فیصلہ حتمی

دینی عالم اور ہر قریشی کے ساتھ سیّدزادی کے نکاح کے جواز کے بارے میں اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فیصلہ کن فتویٰ ملاحظہ فرماتے ہیں:۔

سیّدانی کا نکاح قریش کے ہر قبیلہ سے ہوسکتا ہے خواہ علوی ہو، یا عباسی ،یا جعفری ،یا صدیقی ، یا فاروقی ، یا عثمانی ، یا اموی۔ رہے غیر قریشی جیسے انصاری یا مغل یا پٹھان ،ان میں جو عالم دین، معظم مسلمین ہو اُس سے بھی مطلقاً نکاح ہوسکتا ہے۔(فتاویٰ رضویہ)

اور درمختار میں ہے کہ و نعتبر فی العرب والعجم دیانۃً ای تقوی فلیس فاسق کفو الصالحۃِ او فاسقۃٍ بنت صالحٍ معلناً کان اولا علیٰ الظاھر (درمختار ورد المختار، ج۵ص۲۹۲) ہم عرب وعجم میں دیانت یعنی تقویٰ کو معتبر سمجھتے ہیں اسی لئے فاسق صالح خاتون کا کفو نہیں ہوسکتا ہے اور نہ ہی فاسقہ نیک آدمی کی کفو ہوسکتی ہے۔

اور ہدایہ میں ہے کہ و نعتبر ایضاً فی الدین ای الدّیانۃ و ھٰذا قول ابی حنیفۃ و ابی یوسف ھوالصحیح لانہ' من اعلیٰ المفاخر والمرأۃ بغیر بفسق الزوج فوق ما تعیر بصنعۃ لنسبہٖ (ہدایہ،ج۱،ص۲۸۵)

نوٹ......صرف نمونے کی چند عبارات عرض کی گئی ہیں۔

تعجب بالائے تعجب

مانعین حضرات نے دانستہ یا غیر شعوری میں اپنی اجتہادی شان سے حنفی ہو کر احناف کے فتاوے اور تصریحات کو نظر انداز کر کے مسئلہ کو کچھ اپنے اجتہاد سے کچھ شوافع کے فتاویٰ سے اپنا موقف مضبوط فرمانے کی کوشش فرمائی ہے یہ ان کے علمی شان کے لائق نہ تھا اور نہ ہے کیونکہ اوّلاً یہ حضرات اجتہادی حیثیت تو دور کی بات ہے فقاہت کی باریکیوں سے بھی نا آشنا ہیں (جس کا انہیں خود بھی اعتراف ہے) دوسرے حنفی مقلد ہو کر غیر احناف کا سہارا لینا تلفق ہے جسے فقہاء کرام غیر مقلدیت سے بھی زیادہ مذموم سمجھتے ہیں۔ سوالات میں فقیر ان کی عبارات لکھ کر جوابات عرض کرے گا۔اب فقیر ایک طویل فہرست پیش کرتا ہے جس سے ثابت ہوگا کہ ہر زمانہ میں بڑی علمی قد آور شخصیات نے سادات شہزادیوں کا نکاح جائز رکھا اور علمی طور پر خود بھی اس مقدس گھرانے میں بیاہے گئے۔یوں ہی قریش خاندان میں غیر قریشوں کے نکاح و بیاہ ہوتے رہے۔

یاد رہے کہ یہ فہرست خیر القرون سے لے کر تا حال صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین اور مشائخ اولیاء صاحبان سلسلہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ اویسیہ کی ہے جن کے سامنے نعلین طفلِ مکتب کہلوانے سے بھی شرماتے ہیں۔

بنوہاشم اور بنوامیہ کے تعلقات و مراسم نکاح وبیاہ

یاد رہے کہ خبیث یزید کی شرارت سے فائدہ اٹھا کر شیعہ عموماً خاندان بنوامیہ کو بد نام کرنے میں کسر نہیں چھوڑتے۔ تاریخی حالات سے بے خبری پر عوام بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہوجاتے ہیں شیعہ فرقہ بنوامیہ و بنو ہاشم کو ایک دوسرے کا رقیب ثابت کرتے ہوئے عوام کو اور زیادہ بدظن بناتے ہیں۔ فقیر یہاں پر مختصر خاکہ پیش کرتا ہے تاکہ عوام اس غلط فہمی میں مبتلا نہ رہیں اور ساتھ یہ بھی ثابت ہوجائے کہ سیّدہ فاطمیہ کا نکاح غیر سید فاطمی سے جائز ہے یاد رہے کہ بنو ہاشم حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاندان کا نام ہے اور بنوامیہ ابوسفیان اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ننگِ زمانہ یزید پلید کا۔ اسی یزید خبیث کی وجہ سے اب سارے خاندان کو بدنام بنایا جارہا ہے اوران دونوں خاندانوں کو تاریخی لحاظ سے سمجھیں۔

بنو ہاشم

جناب عبد مناف کی وفات کے بعد خاندان کے سربراہ ان کے بڑے فرزند جناب عبدالشمس ہوئے لیکن وہ اکثر سفر میں رہتے تھے اس لئے خاندانی خدمات کی بجا آوری انہوں نے اپنے سے چھوٹے بھائی جناب ہاشم کے سپرد کردی تھی۔ جناب ہاشم کی وفات کے بعد سرِ خاندان ان کے دوسرے بھائی جناب عبدالمطلب ہوئے۔ انہی نے اپنے بھتیجے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جدّ بزرگوار حضرت شیبۃ الحمد کی پرورش کی تھی جن کا نام قریش کی زبان پر عبدالمطلب پڑگیا اورانہوں نے فخریہ اسے جاری رکھا۔ حتیٰ کہ غزوۂ حنین کے موقع پر خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جوش میں آکر یہ رجز پڑھا تھا ۔

انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب

میں جھوٹا نبی نہیں ہوں، میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔

عبدالمطلب

جناب مُطّلب کی وفات کے بعد حضرت عبدالمطلب ہی اپنے عم بزرگ وار کے جانشین ہوئے گویا خاندان کی سرداری اولاد کی بجائے بزرگ خاندان کو ملتی تھی۔ (ملاحظہ ہو سیرۃ ابن ہشام رحمۃ اللہ) حضرت عبدالمطلب اس درجہ صاحبِ وجاہت وشرف ہوئے کہ تمام قریش نے آپ کی سرداری تسلیم کی۔ ان کی وفات کے بعد البتہ سرداری اور ریاست کی تقسیم آلِ ہاشم اور آلِ عبدالشمس کے درمیان ہوگئی مگر نہ اس طرح کہ خاندان میں جدائی ہو جائے۔

حضرت عبدالمطلب نے اپنی وفات پر سرِ خاندان جناب زبیر کو کیا جو اس وقت آپ کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ حضرت زبیر نے حلف الفضول کے بانی ہونے کی حیثیت سے قریش میں بڑا مقام پیدا کر لیا اور زبیر الخیر کہلائے قریش کا یہ حلف اس لئے تھا...... ان لا یظلم بمکۃ غریب والا قریب والا حرو لا عبد الا کانو معہ' حتیٰ یا خذو الہ' حقہ و یرد والیہ مظلمہ من انفسھم ومن غیرھم مکہ میں کسی باہر کے یا شہر کے آزاد وغلام پر کوئی ظلم نہ ہونے دیا جائے اگر ایسا ہو تو سب اس کا ساتھ دیں تا آں کہ اس کا حق دلوا دیں اور جو ظلم ہوا ہو، اس کی تلافی کروا دیں معاملہ کسی اپنے کا ہو یا غیر کا۔

یہی حضرت زبیر اپنے والد ماجد کے وصی تھے (والیہ اوصیٰ عبدالمطلب) (طبقات ابن سعد)

انہی کے سپرد جناب عبدالمطلب نے آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پرورش کی تھی۔ یہ پرورش انہوں نے اس محبت اور خلوص سے کی کہ اپنے بیٹوں سے زیادہ چاہا۔ خاوند سے زیادہ محبت ان کی بیوی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چچی سیّدہ عاتکہ نے کی۔ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے انہی چچا اور چچی کو اپنا باپ اور ماں کہہ کر پکارتے تھے۔ چنانچہ انکے فرزند سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ نے فرمایا: انہ' ابن امی و کان ابوہ بی برّا یہ میرے ماں جائے ہیں اور ان کے والد کا میرے ساتھ بڑا نیک سلوک تھا۔ (الاصابہ فی تمییز الصحابہ بذیل عنوان عبداللہ بن الزبیر بن عبدالمطلب)

جب حربِ فجار ہوئی ہے، جس میں قریش و کنانہ ایک طرف تھے اور بنو قیس عیلان دوسری طرف، تو اس وقت قریش کی کمانِ اعلیٰ جناب حرب بن امیہ کے ہاتھ میں تھی اور بنو ہاشم اپنے سرخاندان جناب زبیر کی قیادت میں اسی کمان اعلیٰ کے تحت لڑ رہے تھے۔ یہ حرب فجار بنو ہاشم کی بڑی قوی دلیل ہے۔ یہ پہلی جنگ ہے جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شمشیر زنی کے بغیر شرکت کی۔ امام سہیلی رحمۃ اللہ نے تصریح کی ہے۔ و انما لم یقاتل رسول اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اعمامہ فی الفجار و قد بلع سن القتال حرب فجار میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے چچاؤں کے ساتھ شریک تھے مگر آپ نے تلوار نہیں چلائی اگر شمشیر زنی کی عمر کو پہنچ گئے تھے۔

گویا حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے عم بزرگ اور جناب زبیر کے ظلِ عاطفت میں اس عمر کو پہنچ چکے تھے کہ کسی دوسرے کے ذریعہ پرورش پانے کی ضرورت نہ تھی۔ ابن ابی الحدید نے آپ کی عمر اس وقت پچیس برس کی بتائی ہے۔ اس اُمت کی یہ کیسی احسان فراموشی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پرورش کا شرف جس بزرگ کو حاصل ہے اس کا نام ہی زبان پر نہیں آتا ہاں کفالت ابی طالب بہت مشہور ہے اور وہ یہاں مطلوب نہیں۔ اس کی تفصیل فقیر کی تصنیف **اوضح المطالب فی کفالۃ ابی طالب** میں پڑھیے مختصراً یہاں کچھ عرض کر دوں تا کہ خلش نہ رہے۔

ابو طالب بن عبدالمطلب کا تعارف

آپ کا اصل نام عبد مناف ہے اور کنیت ان کے بیٹے طالب کی وجہ سے ابو طالب ہے۔ کنیت نام پر غالب آگئی۔ صحیح حدیث میں یہی ہے کہ ان کی موت شرک وکفر پر ہوئی۔ انہوں نے موت کے وقت کہا میں عبدالمطلب کی ملت پر ہوں پس اللہ تعالیٰ نے ان کے دونوں قدموں پر عذاب مسلط کر دیا۔ (مواہب لدنیہ)

بعض لوگوں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ثابت کیا ہے کہ ابو طالب آخری وقت میں ایمان لائے لیکن یہ معتبر نہیں کیونکہ حضرت عباس اس وقت خود ایمان نہ لائے تھے اسلئے ان کا قول معتبر نہیں۔ صاحبِ مواہب لدنیہ نے یہ روایت بیان کی ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو طالب کو ان کی وفات کے وقت کہتے تھے اے چچا لا الٰہ الا اللّٰہ کہو اس سے میں قیامت کے دن تمہاری شفاعت کروں گا۔ تو انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ اے بھتیجے اگر قریش کا یہ خوف نہ ہوتا کہ وہ لوگ کہیں گے کہ موت کے ڈر سے کلمہ پڑھ لیا تو میں ضرور پڑھ لیتا اب نہ پڑھوں گا۔

دوسری روایت صاحبِ مواہب لدنیہ نے بیان کی ہے کہ جب ابو طالب پر نزع کا وقت ہوا تو ان کے ہونٹ ہل رہے تھے۔ حضرت عباس جو، تا ہنوز ایمان نہ لائے تھے انہوں نے اپنا کان ان کے ہونٹ سے لگایا اور کچھ سن کر کہا اے بھتیجے میرے بھائی نے تیرا کلمہ پڑھ لیا لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ابو طالب سے کلمہ نہیں سنا۔ ایسا ہی ابن اسحاق کی روایت میں ہے۔ بیہقی نے اس حدیث کو منقطع کہا ہے۔ صحیح حدیث میں ابو طالب کی وفات کفر وشرک پر ثابت ہے۔ صحیح بخاری میں سعید بن المسیب کی حدیث میں روایت کیا ہے یہاں تک کہ ابو طالب نے لوگوں سے (ابوجہل عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ جو حاضر تھے) آخری بات کہی وہ یہ تھی کہ وہ عبدالمطلب کی ملت پر ہے۔ اس امر سے ابو طالب نے انکار کیا کہ لا الہ الا اللہ کہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو طالب سے کہا میں تمہارے لئے ضرور استغفار کروں گا جب تک مجھے تمہاری بخشش چاہنے سے منع نہ کیا جائے۔ لہٰذا یہ آیت نازل ہوئی...... وما کان اللنبی والذین امنوا ان یستغفر واللمشکرین ولو کانوا اولی قربی نبی اور اہل ایمان والوں کو یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے قریبی رشتہ دار مشرکین کے لئے استغفار کریں...... نیز ارشاد ہوا انك لا تھدی من احببت ولکن اللّٰہ یھدی من یشاء بیشک تو ہدایت نہیں دے سکتا جسے تو پسند کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت دے۔

صحیحین میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی ابو طالب آپکے ساتھ مراعات کرتے تھے، آپ کو مدد دیتے تھے، دشمنوں سے بچاتے تھے تو یہ امور انکے مرنے کے بعد نفع دیتے ہیں۔ فرمایا بے شک یہ امور ان کو نفع دیتے ہیں میں نے ان کو شدید عذاب میں دیکھا پس میں نے ان کو خفیف عذاب کی طرف نکال دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ اگر میں نہ ہوتا تو ابو طالب اسفل میں ہوتا۔ بخاری ومسلم میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یقین ہے کہ قیامت کے دن میری شفاعت ابو طالب کو نفع دے گی۔ (مواہب لدنیہ)

جناب زبیر کی وفات کے بعد سرخاندان ابوطالب ہوئے۔ انکی وفات کے بعد ابولہب کو سرداری ملی اور پھر سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کو۔ ان کے زمانے ہی میں پورا نظام تبدیل ہوا اور اسلام نے قدم جمالئے اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امامِ مطلق اور سردارِ جہاں تسلیم کر لئے گئے اور معیار بزرگی نسل نہ رہی بلکہ تقویٰ ہو گیا لیکن جب تک قریش کا نظام قائم تھا خاندان کی سربراہی اولاد کی بجائے بزرگ خاندان کو منتقل ہوتی تھی۔

بہر حال بنوہاشم اور بنوامیہ کے باہمی تعلقات پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ جناب عبدالمطلب کے سب گہرے دوست جناب حرب بن امیہ تھے اور ابوطالب کے مسافر بن عمرو بن امیہ۔ اسی طرح جناب حارث بن عبدالمطلب کے دوست حارث بن حرب بن امیہ تھے اور سیّدنا عباس کے سیّدنا ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اس کے بعد ہیں ان کے تعلقاتِ مصاہرت جو نسلاً بعد نسلٍ آج تک چلے آرہے ہیں۔ یہاں ان چند ہاشمی خواتین کا ذکر کیا جاتا ہے جو بنوعبدالشمس کے ہاں بیاہی گئیں۔ یہ رشتے عہد جاہلیت سے لے کر صفین و کربلا کے بعد تک ہیں۔ زیادہ نام آل ابی طالب کے دیئے جاتے ہیں۔

نقشہ نکاح بنوہاشم و بنوامیہ

نمبر شمار	نام ہاشمی	نام دختر	نام داماد
۱	جناب عبدالمطلب بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہا	سیّدہ بیضاء ام حکیم	کُریز بن ربیعہ اموی، انہی کے فرزند سیّدنا عامر تھے اور ان کے فرزند اسلام کے بطلِ جلیل سیّدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲	جناب عبدالمطلب بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہا	سیّدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	حارث بن حرب بن امیہ، ان کے انتقال کے بعد جناب عوام بن خویلد جن سے سیّدنا زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔
۳	رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا	سیّدنا ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الربیع بن عبدالعزیٰ بن عبدالشمس
٤	رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	سیّدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	سیّدنا عثمان بن عفان بن العاص بن امیہ
۵	رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	سیّدہ امّ کلثوم رضی اللہ عنہا یکے بعد دیگرے	سیّدنا عثمان بن عفان بن العاص بن امیہ
٦	امیر المؤمنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب	رملہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	امیر معاویہ بن مروان بن الحکم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اموی
۷	امیر المؤمنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب	خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	عبدالرحمٰن بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بن کریز اموی
۸	امیر المؤمنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب	بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا	عبدالملک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۹	سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سیّدہ لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	ولید بن عتبہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۰	سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما	سکینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	الاصبغ بن عبدالعزیز بن مروان
۱۱	سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما	سکینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	یکے بعد دیگرے زید بن عمر بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم

١٢	سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما	سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	حضرت عبداللہ بن عمر بن عثمان بعد از حسن المثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
١٣	سیّدنا محمد بن علی بن ابی طالب	سیّدہ لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	امیر سعید بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سعید بن العاص اموی
١٤	سیّدنا محمد بن جعفر بن ابی طالب	سیّدہ رملہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	(١) امیر سلیمان بن امیر المومنین ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ
١٥	سیّدنا محمد بن جعفر بن ابی طالب	سیّدہ رملہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	(١) ابوالقاسم بن الولید بن عتبہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
١٦	سیّدنا عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب	سیّدہ ام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہا	یزید بن امیر المومنین معاویہ بن سیّدنا ابی سفیان اموی رضی اللہ عنہما
١٧	سیّدنا عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب	سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا	امیر خالد بن یزید
١٨	سیّدنا عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب	سیّدہ امّ کلثوم رضی اللہ عنہا	ابان بن عثمان منجملہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے شوہروں کے
١٩	سیّدنا عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب	سیّدہ ام ابیہا رضی اللہ عنہا	امیر المومنین عبدالملک رضی اللہ عنہما اموی
٢٠	سیّدنا عبیداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب	سیّدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا	امیر المومنین عبداللہ بن امیر خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
٢١	زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب	سیّدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا	امیر المومنین ولید اول رضی اللہ عنہ
٢٢	الحسن بن الحسن علی ابن ابی طالب	سیّدہ حمادہ رضی اللہ عنہا	اسماعیل بن عبدالملک بن الحارث بن الحکم بن العاص بن امیہ
٢٣	ابوہاشم بن علی بن ابی طالب	سیّدہ لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	امیر سعید بن عبداللہ بن عمرو بن سعید بن العاص اموی
٢٤	محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر	سیّدہ ربیحہ رضی اللہ عنہا	یزید بن امیر المومنین ولید بن امیر المومنین عبدالملک

مناسب ہے کہ یہاں چند نام ان اموی خواتین کے بھی دیئے جائیں جو ہاشمیوں کو بیاہی گئیں۔

نقشہ بنو امیہ

نمبر شمار	نام اموی	نام دختر	داماد ہاشمی
۱	حرب بن عبد الشمس	ام جمیل	ابولہب بن عبد المطلب
۲	عتبہ ربیعہ بن عبد الشمس	فاطمہ	عقیل بن ابی طالب
۳	سیّدنا ابوسفیان رضی اللہ تعالٰی عنہ	ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
٤	سیّدنا ابوسفیان رضی اللہ تعالٰی عنہ	سیّدہ ہند رضی اللہ تعالٰی عنہا	سیّدنا حارث بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب
٥	مروان بن عنبسہ بن سعید بن العاص	خلیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہا	حضرت حسن بن الحسین بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب
٦	عمر بن عاصم بن عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ	عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا	اسحاق بن عبداللہ بن علی زین العابدین رضی اللہ تعالٰی عنہ

فائدہ...... یہ سلسلہ اتنا وسیع ہے کہ اس کا احاطہ مشکل ہوگا۔ اب سوال ہے کہ جب معاشرتی اور دیگر امور نکاح وغیرہ میں بنو ہاشم اور بنو امیہ ایک تھے اور کسی معاملے میں ایک دوسرے کیخلاف خاندانی عصبیت کو کام میں نہیں لاتے تھے تو یہ کہنا کتنی بڑی غلط بیانی ہے کہ ان دونوں خاندانوں میں پشتینی رقابت تھی۔ ویسے سب آدمی تھے تو کیا سگے بھائی نہیں لڑ پڑتے اور کیا باپ بیٹے میں اختلاف نہیں ہو جاتا؟ اور ایسے عارضی جھگڑے عام ہوتے ہیں انہیں رقابت نہیں کہا جاتا۔ اگر اسی کو رقابت قرار دیا جائے تو دنیائے عالم میں کوئی خاندان اس رقابت سے نہیں بچ سکتا۔

فہرست بعض فاطمی سیّد زادیوں اور ان کے غیر فاطمی شوہروں کے اسماء

ان شوہروں میں غیر فاطمی ہاشمی بھی ہیں قریشی بھی، مہاجر بھی ہیں انصار بھی، عربی ہیں اور عجمی بھی اور ان نکاحوں کے کرنے والے معمولی شخصیات نہیں تھے۔ وہ اسلام کیلئے ہر قربانی دینے کو تیار تھے۔ ان کے تقویٰ و پرہیزگاری کی قسم اٹھائی جاسکتی ہے بلکہ وہ ان میں سے تھے جو قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔

حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیٹی سیّدہ زینب کا نکاح امیرالمؤمنین سیّدنا فاروق اعظم سے ان کی وفات کے بعد محمد بن جعفر طیار سے کیا۔ (تاریخ یعقوبی، ج ۲ ص ۱۴۹-۱۵۰ اوعمدۃ الطالب ص ۹۳ وغیرہ)

سیّدہ فاطمہ بنت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا دوسرا نکاح مصعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عوام سے اور ان کا تیسرا نکاح عمرو بن حکیم بن حزام سے اور چوتھا نکاح عبدالعزیز بن مروان سے ہوا۔ پھر زید بن عمرو بن عثمان بن عفان سے نکاح کیا۔ پھر ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف سے نکاح کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سیّدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح یکے بعد دیگرے سیّدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئے۔ (کتب عامہ)

اور اپنی صاحبزادی سیّدہ زینب کا نکاح حضرت سیّدنا ابوالعاص سے کیا۔ (کتب عامہ)

حضرت حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولاد سے حسن بن حسن کی متعدد بیٹیاں تھیں ایک سیّدہ زینب تھیں جو عبداللہ بن ابراہیم اور حسن کی بہن تھیں۔ ان کا نکاح ولید بن مروان سے ہوا۔ دوسری فاطمہ تھیں، ان کا نکاح معاویہ بن عبداللہ بن الولید بن مغیرہ سے ہوا۔ (کتب تواریخ)

تیسری صاحبزادی سیّدہ ملکیہ تھیں، ان کا نکاح جعفر بن مصعب بن زبیر سے ہوا۔

چوتھی صاحبزادی سیّد ام قاسم تھیں یہ سیّدہ ملیکہ کی بہن تھیں ان کا نکاح مروان بن ابان بن عثمان بن عفان سے ہوا۔ سیّدہ خدیجہ بنت الحسین بن الحسن بن علی بن ابی طالب اور سیّدہ حمادہ بنت الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب کا نکاح اسماعیل بن عبدالملک سے ہوا۔ (کتب تواریخ)

حضرت سیّد خدیجہ بنت امام زین العابدین بن امام حسین کا نکاح حضرت ثابت والد ماجد امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے ہوا۔ ان سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیدا ہوئے۔ (کتب تواریخ)

حضرت سیّدہ فاطمہ مسکین بنت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نکاح حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا۔ (شجرہ طیبہ وغیرہ)

حضرت سیّدہ فاطمہ بنت امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق کا نکاح حضرت حماد بن امام اعظم ابوحنیفہ سے ہوا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

حضرت سیّدہ بی خاتون اکبر بنت سیّد عبدالرزاق کا نکاح حضرت شاہ عثمان سے ہوا جو کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم (تواریخ آئینۂ تصوف)

حضرت سیّدہ عظمت بنت سید سلطان قدسی کا نکاح شیخ نظام الدین سے ہوا، جو امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے ہیں۔

حضرت سیّدہ ہاجرہ بنت حضرات امیر حسینی سادات کا نکاح حضرت نصیر الدین سے ہوا، آپ بھی حضرت سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ حضرت سیّدہ بی اکبری خاتون بنت مخدوم جہاں گشت سیّد جلال الدین کا نکاح حضرت شیخ صفی الدین سے ہوا، آپ بھی سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ (کتب تاریخ، ص۲۴)

حضرت سیّدہ حلیمہ بیگم بنت سید عبدالبابا ولد پیر بابا سیّد علی ترمذی کا نکاح حضرت عبدالحمید سے ہوا، آپ بھی امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ حضرت سیّدہ نیاز بی بی بنت سید احمد بن سید قادر علی بن سید محمد اسحاق بن سید محمد عنایت الدین بن سید محمود عالم بن سید یوسف بن سید جلال بخاری میر سرخ کا نکاح حضرت شیخ محمد حیات عرف شیخ کبیر گجراتی سے ہوا، آپ بھی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ سیّدہ نیاز بی بی کے بطن سے حافظ برخوردار پیدا ہوئے۔ (کتب تواریخ)

حضرت سیّدہ قمر النساء بنت سیّد شفیع احمد برادر سید کبیر الدین شاہ دولہ گجراتی کا نکاح حضرت شیخ حافظ برخوردار بن شیخ محمد حیات سے ہوا، آپ بھی امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ سیّدہ قمر النساء کے بطن سے حافظ برخوردار کے صاحبزادے شیخ رحمت اللہ پیدا ہوئے۔ (کتب تواریخ)

حضرت سیّدہ فاطمہ بنت سید احمد آنوالہ والے کا نکاح حضرت رحمت اللہ بن حافظ برخودار سے ہوا، آپ بھی امامِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ حضرت شیخ رحمت اللہ بن حافظ برخوردار کا دوسرا نکاح حضرت سیّدہ بی بی انور خاتون بنت سید یوسف علی بن سید قمر علی بن سید عابد حسین بن سید نیاز علی بن سید عظمت علی بن سید یوسف سید ظہور احمد بن سید فقیر احمد شاہ بن سید یحییٰ بن سید موسیٰ بن حضرت امام تقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہوا۔ حضرت سیدہ عجیب النساء بنت سید علی شاہ آنوالہ والے کا نکاح حضرت شاہ نعمت سے ہوا، آپ بھی امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ حضرت سیّدہ مریم فاطمہ بنت سید اکبر بن سید زاہد بن سید امام الدین بن سید نظام الدین بن سید غفران شاہ سید اعظم بن سید محمد احمد بن سید برہان الدین بن سید علیم الدین بن سید ظہور احمد بن سید کریم حسین بن سید قربان علی بن سید تاج دین بن سید عبدالرزاق بن حضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نکاح حضرت شاہ محمد حسن مؤلف تاریخ آئینہ تصوف سے ہوا۔ (تواریخ آئینہ تصوف)

اور حضرت شاہ محمد حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دوسرا نکاح حضرت سیدہ عجوبہ خاتون بنت سید نصرت علی خاں منصب دار بدخشانی سے ہوا، آپ بھی امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ (تواریخ آئینہ تصوف)

سیّدہ زمزم بنت سید سلمان نقیب الاشراف بن سید مصطفےٰ گیلانی حضرت سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے ہے، کا نکاح علقبند قبیلہ کے ایک شخص سے ہوا۔[۳۲] سیّدنا عبدالقادر واولادہ، حضرت فخر الدین عراقی بن زبیر بن حسن بن عزیز بن ابی بکر غازی بن شیخ محمد عرف مولانا فارسی بن عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم بن محمد بن امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا پہلا نکاح حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی نے اپنی صاحبزادی سے کیا۔ جس کے بطن سے شیخ کبیر الدین[۳۳] پیدا ہوئے۔ دوسرا نکاح حضرت سید السادات نعت اللہ ہمدانی کی ہمشیرہ حضرت سیّدہ حافظہ جمال سے ہوا۔[۳۴] ان کے بطن سے آپ کے دو صاحبزادے حضرت شرف الدین بوعلی شاہ قلندر پانی پتی اور ان کے بھائی نظام الدین عراقی تولد ہوئے۔[۳۵] حضرت نظام الدین عراقی بن فخر الدین عراقی برادر حضرت شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی کا نکاح سیّد نعمت اللہ کرمانی کی صاحبزادی سے ہوا۔ اسی نسبت سے بعض لوگوں میں مشہور ہوگیا کہ شیخ نظام الدین عراقی کی ساری اولاد سیّد ہے۔[۳۶] سراج الواصلین فخر العاشقین حضرت مولانا محمد نظام الملت والدین اورنگ آبادی کا نکاح حضرت سید محمد ابوالفتح صدر الدین گیسودراز گلبرگہ کی اولاد سے ایک سیدزادی سے ہوا۔ جن سے حضرت شیخ الوقت فخر اولین وآخرین محبّ نبی محبوب علی مجمع اسرار توحید منبع بحار تفرید واقف حقائق کاشف دقائق قطب ارشاد شرف اتحاد نظام سلاسل چشت مسلک اہل بہشت مولانا محمد فخر الدین صدیقی قدس سرہٗ پیدا ہوئے۔[۳۷] حضرت شیخ غلام محمد انصاری سہارنپوری جو کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھے۔ ان کا نکاح سیّدہ محفوظ بی بی بنت سید نظام الدین بن سید محمد باقر بن سید شاہ ابوالمعالی سے ہوا۔[۳۸] پانی پتی انصاریوں کے جدّ اعلیٰ خواجہ ملک علی کے دو صاحبزادوں خواجہ نصر الدین و خواجہ محمد مسعود کی شادی حضرت خواجہ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی نے حضرت مخدوم جلال الدین کبیر اولیاء عثمانی قدس سرہٗ کی دو صاحبزادیوں بالترتیب (فیرُدَوسَہ وزُبَیدَہ) سے کرا کر دُعا دی تھی کہ تمہاری اولاد قیامت تک یہاں بسے گی اور بڑے بڑے علماء اور ذی وقار لوگ تمہاری نسل میں پیدا ہوں گے۔ حضرت قلندر کی یہ دعا پھلی پھُولی اور خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ لوگ اب تک پانی پت میں آباد چلے آرہے ہیں اور انصاریوں اور عثمانیوں کی رِشتہ داریاں سینکڑوں برس (تقریباً آٹھ صدیاں) سے قائم ہے۔[۳۹] حضرت الشیخ عبدالرحیم دہلوی کا نکاح حضرت امام موسیٰ کاظم کی اولاد سے سیّدزادی سے ہوا۔ جسکے بطن سے حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی پیدا ہوئے۔[۴۰] حضرت مولانا لطف اللہ عبیداللہ بن الجراح کی اولاد سے تھے۔ انکی والدہ محترمہ سیّدزادی تھیں۔[۴۱] حضرت مولانا مفتی لطف اللہ بہ استاذ محترم حضرت حضور اعلیٰ پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی شادی جلسیر میں سیّد رونق صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی۔ اسی طرح مولانا لطف اللہ کی والدہ ماجدہ اورآپ کی زوجہ محترمہ دونوں سیّدزادیاں تھیں۔[۴۲] حضرت سیّدہ نفیسہ بنت حسن بن علی ابی طالب کا نکاح حضرت عبداللہ بن زبیر سے ہوا۔[۴۳] حضرت سیّدہ نفیسہ بنت زید بن حسن بن علی بن ابی طالب کا نکاح ولید بن مروان سے ہوا۔[۴۴] حضرت سیّدہ ام حسن بنت جعفر بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کا

نکاح سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس سے ہوا۔[45] اس محمد جعفر سے اور چھ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ حضرت سیّدہ ام کلثوم بنت
عبداللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب کا نکاح اسمٰعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب سے ہوا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم [46]
حضرت سیّدہ زینب بنت محمد نفس ذکیہ بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن امام حسن بن علی بن ابی طالب کا نکاح حضرت محمد بن ابو العباس
عبداللہ سفاح سے ہوا[47] اور[48] حضرت سیّدہ ام الحسین بنت امام زین العابدین بن امام حسین کا نکاح ابراہیم بن محمد بن علی بن
عبداللہ بن عباس سے ہوا۔[49] ان کا دوسرا نکاح یعنی بن علی بن عبداللہ بن عباس سے ہوا۔ حضرت سیّدہ ام موسیٰ بنت امام زین
العابدین بن امام حسین کا نکاح داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس سے ہوا۔[50] سیّدہ ام موسیٰ کی وفات کے بعد ان کی ہمشیرہ فاطمہ
بنت امام زین العابدین بن امام حسین کا نکاح داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس سے ہوا۔[51] حضرت سیّدہ زینب بنت حسین الاعرج
بن امام زین العابدین بن امام حسین کا نکاح عباسی خلیفہ ہارون الرشید سے ہوا۔[52] حضرت عبدالرحمٰن جانباز جو خلفائے عباسیہ کی
اولاد سے تھے کی[53] ایک شادی سید محمد ماہ بہرائچی کے خاندان میں ہوئی۔[54] اور ایک شادی خاندان سادات ترمذی[55] میں ہوئی
اب تک یہ دونوں خاندان آپس میں شادیاں کرتے ہیں۔[56] سیّدہ فاطمہ بنت علی کرم اللہ وجہہ کا عقد ابو سعید سے ہوا۔[57]
حضرت سیّدہ میمونہ بنت علی کرم اللہ وجہہ کا عقد عبداللہ بن عقیل سے ہوا۔[58] حضرت سیّدہ رقیہ بنت علی کا عقد مسلم بن عقیل سے ہوا۔[59]
حضرت سیّدہ خدیجہ بنت علی کا عقد عبدالرحمٰن بن عقیل سے ہوا۔[60] سیّدہ نفیسہ بنت علی کا عقد ملت بن عبداللہ بن نوفل بن حرث بن
عبدالملطب سے ہوا۔[61] سیّدہ بی بی حاج بنت حضرت سید احمد توختہ ترمذی لاہوری کا نکاح شاہزادہ بہاؤالدین محمد بن سلطان
قطب الدین محمود والی کیچ مکران سے ہوا، جو شیخ ابوالحسن ہکاری قریشی کی اولاد سے تھے اور حضرت سیّد احمد توختہ حسینی سیّد تھے۔[62]

تحقیق کیلئے دیکھئے ذیل کے مآخذ و مراجع

۱ عامہ کتب شیعہ وسُنّی، تاریخ ۲ الیعقوبی، ج۲، ۱۴۹-۱۵۰ ۳ عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب، ص۶۳ صحیح البخاری، ج۱ص۴۰۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ، تاریخ طبری، تاریخ ابن خلدون، تاریخ کامل، اصابہ، اسد الغابہ، استیعاب وغیرہ سینکڑوں کتب میں اس نکاح کا ذکر موجود ہے۔ ۴ عام کتب شیعہ وسنّی ۵ تاریخ و تحقیق اہلبیت، ص۳۴۴ مؤلف سید تصدق بخاری (ب) عمدۃ المطالب ص۹۹ ۶ تاریخ و تحقیق اہلبیت، ص۳۴۴ بحوالہ کتاب الآغانی، ج۱۴ص۶۳، روضۃ الاصفیاء، ص۲۶۴ ابن سعد، ج۸ص۴۷۳ تا ۴۷۵ ۷ علامہ محمد بن سعد واقدی طبقات الکبریٰ، ج۸ص۴۷۵ مطبوعہ در بیروت ۱۳۸۸ھ ۸ - ۹ عامۃ کتب شیعہ وسنّی ۱۰ تا ۱۴ بومحمد علی بن احمد بن سعید انتساب العرب مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۰۳ھ ۱۵ ایضاً ص۴۲ ۱۶ شجرہ طیبہ ۹، ص۴۸ مرتبہ جمال الدین احمد ناشر الحاج شجاع الدین احمد دلکشا چیمبرز مارٹن روڈ کراچی (ب) نسب نامہ رسولِ انام ۶۳-۱۴۵ مرتبہ پیر دستگیر نامی (ج) شیر وشکر مؤلفہ پیر دستگیر نامی ص۱۶-۱۷ (د) تواریخ آئینہ تصوف ۷۷ مؤلفہ شاہ محمد حسن (ہ) مرآۃ شرح مشکوٰۃ ترجمہ الکمال، ج۸ص۱۰۳ ۱۷ (ا) شجرہ طیبہ (ب) نسب نامہ رسولِ انام، ص۶۳-۸۷ (ج) شیر وشکر، ص۱۶ (د) تواریخ آئینہ تصوف، ص۸۰-۷۷، ۴۸ مراۃ شرح مشکوٰۃ مؤلفہ مفتی احمد یار خاں، ج۸ص۱۰۸

۱۸ تواریخ آئینہ تصوف، ص۴۸۴ ۱۹ ایضاً ص۴۸۶ ۲۰ ایضاً، ص۴۸۷ ۲۱ ایضاً ص۴۸۷ ۲۲ ایضاً ص۴۸۷ ۲۳ ایضاً ص۴۸۸ ۲۴ ایضاً ص۴۹۲ ۲۵ ایضاً ص۴۹۳ ۲۶ ایضاً ص۴۹۳ ۲۷ ایضاً ص۴۹۴ ۲۸ ایضاً ص۴۹۴ ۲۹ ایضاً ص۴۹۴ ۳۰ ایضاً ص۴۹۵ ۳۱ ایضاً ص۴۹۵ ۳۲ سیّدنا عبد القادر الگیلانی والاولادہ، ص۴۸۹ مؤلفہ ابراہیم عبد الغنی مطبوعہ افریشیا پرنٹنگ پریس ناظم آباد کراچی ۳۳ (ا) فحات الانس، ص۶۳۸ مؤلفہ عبد الرحمٰن جامی مولانا ناشر اللہ والے کی دکان لاہور (ب) مفتاح الغیب مؤلفہ شیخ عطا محمد عطا مطبوعہ اشرف موتی پریس سیالکوٹ (ج) قصر عارفاں مؤلفہ مولوی احمد علی، ص۱۹۰ ناشر مکتبہ نبویہ لاہور ۱۴۰۸ھ ۱۹۸۸ء ۳۴ (ا) مفتاح الغیب، ص۱۳ (ب) قصر عارفاں، ص۱۹۳ (ج) انوارِ قلندر ۲-۶ مولانا خلیل الرحمٰن ۳۵ قصر عارفاں، ج۱، ص۱۹۷ (ب) مفتاح الغیب، ص۱۳ (ج) انوار قلندر ص۱۶ ۳۶ قصرِ عارفاں، ج۱، ص۱۹۲ ۳۷ ایضاً، ج۱ص۲۴۰ (ب) مناقب المحبوبین ص۸۷ مؤلفہ حاجی نجم الدین ناشر اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور ۱۳۹۷ھ ۱۹۷۷ء ۳۸ تذکرۃ الخلیل، ص۱۴-۱۷ مؤلفہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی ناشر مکتبہ قاسمیہ سیالکوٹ ۱۹۶۰ء ۳۹ سوانح فتحیہ، ص۹۵ مؤلفہ محمد طاہر رحیمی ناشر ادارہ کتب طاہریہ ملتان مطبوعہ روحانی آرٹ پریس ملتان ۱۴۰۹ھ ۱۹۸۸ء ۴۰ ازالۃ الخفاء، ج۱ص۱۱۷ اردو ناشر محمد سعید تاجران کتب کراچی ۴۱ استاذ العلماء، ص۵-۶، ص۴۷۰ مؤلفہ مولانا حبیب الرحمٰن خان شروانی ناشر مکتبہ قادریہ ۱۴۰۰ھ ۱۹۰۰ء ۴۲ ایضاً ص۴۷ ۴۳ تا ۴۸ شجرہ طیبہ ۴۹ تا ۵۲ ایضاً ص۳ ۵۳ قصر عارفاں، ج۲ص۱۳۸ ۵۴ ایضاً، ص۱۴۶ ۵۵ ایضاً، ص۱۴۷ ۵۷ تا ۶۱ وبحار الانورا، ج۲ص۱۰۶ ۶۲ پیر غلام دستگیر بزرگانِ لاہور، ص۲۲۱ ناشر نوری بک ڈپو لاہور

نوٹ...... اگر چہ سیّد زادیوں کے نکاح غیر سیّدوں سے اتنی کثیر تعداد میں ہوئے ہیں کہ اگر ان کی ڈائریکٹری تیار کی جائے تو بیسیوں جلدوں پر مشتمل ہو جائے۔

حکایات و واقعات

(۱) سیّدنا امام زین العابدین علی بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایک موقعہ پر اپنے ایک غلام کو آزاد کر کے اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دیا تھا اور اپنی ایک لونڈی کو آزاد کر کے خود اس سے نکاح فرمالیا تھا تو یہ بات وقت کے خلیفہ عبدالملک کو پہنچی تو اس نے اس پر اظہار ناپسندیدگی کیا۔ لیکن حضرت امام نے اس کو اس سلسلے میں لکھا کہ ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُسوہ سب کچھ ہے اور یہ بڑائیاں اور عظمتیں آپ ہی سے آپ ہی کے طفیل ہم کو ملی ہیں اور آپ نے اپنی ایک لونڈی صفیہ کو آزاد کر کے خود اس سے نکاح فرمالیا تھا اور اپنے ایک غلام زید بن حارث کو آزاد کر کے اپنی پھوپھی زاد بہن زینب کا نکاح اس سے کر دیا تھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ بڑائی اور عظمت کس کی ہوسکتی ہے؟

(۲) دورِ حاضرہ کے علامہ کبیر غزالی زمان حضرت سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی محدث ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی مبارک میں اپنی صاحبزادیوں کے نکاح معزز گھرانوں میں کئے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی اور امام شامی رحمہم اللہ کے فتاویٰ مبارکہ پر عمل فرما کر تمام اختلافی پہلوؤں کو ختم فرمادیا۔

(۳) امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سادات کرام کی تعظیم وتکریم میں کسی قسم کی کسر نہیں چھوڑتے تھے۔ آپ کے بارے میں سادات کرام کی تعظیم پر فقیر نے ایک ضخیم رسالہ لکھا ہے۔ لیکن آپ نے شرعی اصول پر سادات کرام کیلئے ثابت فرمایا ہے کہ کفو میں سیّدہ کا نکاح بہ غیر سیّد جائز ہے کفو (قریش) کے علاوہ اعلیٰ خاندان معزز شخصیات بالخصوص علماء باعمل سے نکاح جائز ہے لیکن علماء کی اگر قومیت میں کمی ہے تو پھر نا جائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

اس کے باوجود آپ کا یہ حال ہے کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کو سادات گھرانہ سے نکاح کی پیشکش ہوئی تو آپ نے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے معذرت فرمالی۔

(٤) دورِ حاضرہ میں احناف کے فتاویٰ کا دارومدار شامی پر ہے اور صاحب فتاویٰ شامی صحیح النسب سیّد ہیں۔ ان کے نسب کی تفصیل یوں ہے:۔ عالم اور عارف، فقیہہ اعظم، محمد امین ابن عابدین علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ حسینی سیّد تھے اور صحیح النسب سیّد جن کا شجرۂ نسب آپ کے صاحبزادے حضرت علامہ علاؤ الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **تکملہ ردالمحتار** میں یوں بیان فرمایا ہے:۔

الحسیب النسیب، الفاضل الادیب، الجامع بین شرقی العلم والنسب، والجامع بین الشریعۃ والحقیقۃ، وعلوم المعقول والمنقول والتصوّف والطریقۃ، اعلم العلماء العالمین، افضل الفضلاء الفاضلین، مرجع الخاص والعام، الشیخ سیّد الشریف محمد امین عابدین ابن السیّد الشریف عمر عابدین، ابن السیّد الشریف عبدالعزیز عابدین، ابن السیّد الشریف احمد عابدین، ابن السیّد الشریف عبدالرحیم عابدین، ابن السیّد الشریف نجم الدین، ابن السیّد الشریف العالم الفاضل الولی الصالح الجامع بین الشریعۃ والحقیقۃ امام الفضل والطریقۃ محمد صلاح الدین الشہیر العابدین، ابن السیّد الشریف نجم الدین، ابن السیّد الشریف محمد کمال، ابن السیّد الشریف تقی الدین المدرس، ابن السیّد الشریف مصطفیٰ الشہابی، ابن السیّد الشریف حسین، ابن السیّد الشریف رحمۃ اللہ علیہ، ابن السیّد الشریف احمد الثانی، ابن السیّد الشریف علی، ابن السیّد الشریف احمد الثالث، ابن السیّد الشریف عبداللہ، ابن السیّد الشریف احمد الرابع، ابن السیّد الشریف عبداللہ، ابن السیّد الشریف عزّ الدین عبداللہ الثانی، ابن السیّد الشریف قاسم، ابن السیّد الشریف حسن، ابن السیّد الشریف اسمٰعیل، ابن السیّد الشریف حسین الثالث، ابن السیّد الشریف احمد الخامس، ابن السیّد الشریف اسمٰعیل الثانی، ابن السیّد الشریف محمد ابن السیّد الشریف اسمٰعیل الاعرج ابن الامام جعفر الصادق ابن الامام محمد الباقر ابن الامام زین العابدین ابن الامام حسین ابن البتول ھی الزہراء فاطمہ بنت الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہا وعلی جمیع آلہ وصحبہ آمین

علامہ شامی موصوف ۱۲۹۸ھ میں شام کے شہرِ دمشق میں پیدا ہوئے اور ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ میں قریباً چون (۵۴) سال کی عمر میں فوت ہوئے اور ۳۰ واسطوں سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ۳۱ واسطوں سے حضرت بتول فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اور ۳۲ واسطوں سے خود حضور نبی اکرم، نورِ مجسم، تاجدارِ عرب وعجم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد اطہار وامجاد میں سے ہیں۔

فائدہ......اس صحیح النسب حسینی سیّد اور اتنے بڑے عالم و عارف اور فقیہہ کہ جن کی کتاب ردالمحتار المعروف بفتاویٰ شامی سے بڑے بڑے نامور علماء کرام اور مفتیانِ عظام تقریباً دوصدی سے فتوے دیتے چلے آرہے ہیں۔ اُنہوں نے بالکل صاف اور صریح طور پر اپنی کتاب ردالمحتار میں فتویٰ لکھا ہے کہ سیّدزادی ہاشمیہ عورت کا عقد نکاح کسی بھی قریشی مرد سے بلحاظ کفو ہوسکتا ہے کیونکہ قوم قریش میں دربارۂ نکاح کسی کو دوسرے پر کوئی فضیلت نہیں ہے اور اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کا حضرت عثمان اموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عقد نکاح اور اُمّ کلثوم بنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عقد نکاح کو ٹھہرایا ہے۔

اب حضرت پیر صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلاشبہ بہت بڑے عالم اور بلند پایہ عارف اور صحیح النسب حسینی سیّد تھے لیکن اس مسئلہ میں حضرت نے نہ تو کوئی ایسی دلیل بیان فرمائی ہے کہ جس سے قریشی کا سیّدزادی کے ساتھ عقد نکاح حرام ٹھہرے اور نہ ہی فقہاء احناف خصوصاً علامہ شامی علیہ الرحمۃ کے پیش کردہ دلائل جواز کا جواب دیا ہے اور مسائل میں اختلاف تو ہوتا ہی رہتا ہے اور مقصد نیک ہو اور اختلاف کا طریق صحیح ہو تو یہی وہ اُمت کا اختلاف ہے جس کو رحمت قرار دیا گیا ہے۔ تو علامہ شامی اور پیر صاحب دونوں ہمارے بزرگ ہیں مگر اس مسئلہ میں چونکہ دلائل صحیحہ علامہ شامی کے مؤید ہیں اس لئے ہم علامہ شامی کا ساتھ دیتے ہوئے کسی غیر سیّد قریشی کے ساتھ سیّدزادی ہاشمیہ حسینہ حسینیہ کے عقد نکاح کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔

فتوٰے امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱......کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ سادات کرام بیبیوں سے غیر قوم سیّد مثلاً شیخ مغل پٹھان وغیرہم کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب......سیّد ہر قوم کی عورت سے نکاح کر سکتے ہیں اور سیّدانی کا نکاح قریش کے ہر قبیلہ سے ہوسکتا ہے۔ خواہ علوی ہو یا عباسی یا صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا اموی۔ رہے غیر قریش جیسے انصاری یا مغل یا پٹھان۔ ان میں جو عالم دین معظم مسلمین ہو اس سے بھی مطلقاً نکاح ہوسکتا ہے ورنہ اگر سیّدانی نابالغہ ہے اور اس کا غیر قریش کیساتھ نکاح کرنے والا ولی باپ یا دادا نہیں تو یہ نکاح باطل ہے اگرچہ چچا یا سگا بھائی کرے اور اگر باپ یا دادا اپنی لڑکی کا نکاح ایسے پہلے کر چکے ہیں تو اب ان کیلئے بھی نہ ہوسکے گا۔

اور اگر سیّدانی بالغہ ہے اور اُس کا کوئی ولی نہیں تو وہ اپنی خوشی سے اُس غیر قریشی سے نکاح کر سکتی ہے اور اس کا کوئی ولی یعنی باپ یا دادا پردادا، ان کی اولاد و نسل سے کوئی مرد موجود ہو اور اس نے پیش از نکاح اس شخص کو غیر قریشی جان کر صراحۃً اس نکاح کی اجازت دے دی جب بھی جائز ہوگا۔ ورنہ بالغہ کا کیا ہوا بھی محض باطل ہوگا۔...... ان تمام مسائل کی تفصیل درمختار و ردالمختار وغیرہما کتب معتمدہ مذہب اور فقیر کے فتاوٰی میں متعدد جگہ ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (فتاوٰی رضویہ، ج۵، ص۲۹۲)

فتویٰ ۲......(مسئلہ)

ایک شخص کا فرمان ہے کہ سیّدہ یعنی آلِ نبی کی دختر ہر ایک کو پہنچ سکتی ہے یعنی ہر مسلمان سے عقد جائز ہے۔ دوسرے نے جواب دیا کہ اگر جاروب کش مسلمان سے ہوجائے تو بھی جائز ہے تو اس نے جواب دیا کچھ مضائقہ نہیں۔

الجواب...... شخص مذکورہ جھوٹا ہے۔ کذاب اور بے ادب گستاخ ہے۔ سادات کرام کی صاحبزادی کسی مغل پٹھان یا غیر قریش مثلاً انصاری کو بھی نہیں پہنچتیں جب تک وہ عالم دین نہ ہوں۔ اگرچہ یہ قومیں شریف گنی جاتی ہیں مگر سادات کا شرف اعظم و اعلیٰ ہے اور غیر قریش، قریش کا کفو نہیں ہوسکتا تو رذیل قوم والے معاذ اللہ کیونکر سادات کے کفو ہوسکتے ہیں یہاں تک کہ اگر بالغہ سیّدانی خود اپنا نکاح اپنی خوشی و مرضی سے کسی مغل یا پٹھان یا انصاری شیخ غیر عالم دین سے کرے گی تو نکاح سرے سے ہوگا ہی نہیں جب تک اس کا ولی پیش از نکاح مرد کے نسب پر مطلع ہو کر صراحۃً اپنی رضامندی ظاہر نہ کر دے۔

اور اگر سیّدانی بالغہ ہے اور اس کا نکاح باپ دادا کے سوا کوئی ولی اگرچہ حقیقی بھائی یا چچا یا ماں ایسے شخص سے نکاح کر دے تو وہ بھی محض باطل و مردود ہوگا اور باپ دادا بھی ایک ہی بار ایسا نکاح کر سکتے ہیں دوبارہ اگر کسی دختر کا نکاح ایسے شخص سے کریں گے تو اُن کا کیا بھی باطل ہوگا۔ کل ذلک معروف فی کتب الفقہ کالدر وغیرہ (فتاوٰی رضویہ، ج۵، ص۲۹۳)

فتویٰ ۳......(مسئلہ)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک شخص اجنبی عمرو کے مکان پر رہتا ہے۔ عمرو نے وارثانِ ہندہ کو بہکا کر اور دھوکا دے کر زید کا نسب سیّد بتایا اور نکاح کرا دیا۔ چند مدّت کے بعد معلوم ہوا کہ سیّد تو نہیں نور باف ہے۔ اب وارثانِ ہندہ کو شرم محسوس ہوتی ہے اور بہت اہانت ہے کہ سیّدہ اور نور باف کا نکاح بہت عار ہے۔ لہٰذا وارثان ہندہ کو یہ نکاح فسخ کرنا فی زمانا جائز ہے یا نہیں؟ زید بعد ظاہر ہونے حال کے وہاں سے چلا گیا۔ وقتِ رخصت زوجہ سے قسم کھا کر کہا میں اس قریہ میں تا حیات نہیں آؤں گا۔ پھر اسی مضمون کا خط بھی بھیجا۔ اب اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجرا۔ (مورخہ ۲۲ شوال ۱۳۱۵ھ)

الجواب......صورت مستفسرہ میں کچھ حاجتِ فسخ نہیں کہ وہ نکاح سرے سے خود ہی نہ ہوا۔ سائل مظہر کہ ہندہ بالغہ ہے اور روایت مفتیٰ بہ پر ولی والی عورت کیلئے کفائت شرطِ نکاح ہے، یا ولی اقرب پیش از عقدِ نکاح عدم کفائت پر دانستہ اپنی رضا ظاہر کر دے۔ بعد عقد راضی ہو جانا بھی نفع نہیں دیتا۔

فی رد المختار تعتبر الکفاء ۃ للزوم النکاح علیٰ ظاھر الروایۃ والصحتہ علیٰ روایۃ الحسن المختارۃ للفتویٰ اھ و فی الدر المختار یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلًا و ھو المختار للفتویٰ فلا تحل بلا رضی ولی بعد معرفتہ ایّاہ فلیحفظ اھ مختصراً و فی ردالمختار ھذا اذا کان لھا ولی لم یرض بہ قبل العقد فلا یفید رضاہ بعدہ بحو

یہاں جبکہ وہ کفو نہیں اور ولی کو دھوکا دیا گیا۔ دونوں امر سے کچھ متحقق نہ ہوا اور نکاح باطل محض رہا۔ بعد ظہور حال زید کی وہ قسم و تحریر سب مہمل ہے جس پر ہندہ کے لئے کوئی حرمت مترتب نہیں ہوسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، ج۵، ص۲۹۰)

ل یہ اُس شخص کے بارے میں فرمایا جو کفائت کا سرے سے انکار کرے اور سب شریف و رذیل قبیلوں کو مطلقاً قریش و سادات کا ہم کفو قرار دے اور یہ اس شخص کے بارے میں نہیں جو کفائت کو معتبر جانتا ہے پھر ولی اقرب کی صریح رضامندی سے غیر کفو میں نکاح کو جائز قرار دیتا ہے کیونکہ خود اعلیٰ حضرت کا یہی موَقف ہے بعض لوگوں نے اعلیٰ حضرت کے اس قول سے مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے۔ اللہ انہیں ہدایت دے۔

فتوی ٤......(مسئلہ)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ سیّدزادی کا نکاح اس کے چچانے گیارہ برس کی عمر میں بے اطلاع باپ کے اُن کی غیبت میں زید پٹھان سے کردیا۔ آیا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟ بینوا توجرا۔

الجواب...... پٹھان سیّدزادی کا کفو نہیں ہوسکتا۔ تو یہ نکاح کہ بے اطلاعِ پدر تھا عام ازاں کہ ہندہ اُس وقت بالغہ ہو خواہ نابالغہ اس نکاح پر راضی تھی خواہ ناراض مطلقاً محض باطل واقع ہوا۔ یہاں تک کہ اب اگر اس کا باپ بھی جائز رکھے تو دُرست نہیں ہوسکتا۔ زید ہندہ کو باہم قربت ناروا۔ اور ہندہ اب بالغہ ہو تو اسے ورنہ اس کے ولی کا اختیار ہے کہ بے طلاق لئے جس سے چاہے نکاح کردے۔ زید مزاحم نہیں ہوسکتا کہ مذہب مفتی بہ پر وہ محض اجنبی ہے۔

فی ردّ المختار عن کافی الامام الحاکم الشھید قریش بعضھم اکفاء لبعض والعرب بعضھم اکفاء لبعض ویسوا باکفاء لقریش و من کان لہ من الموالی ابوان او ثلثۃ فی الاسلام فبعضھم اکفاء لبعض ویسوا باکفاء للحرب اہ وفی الدر المختار یفتی فی غیر الکفؤ بعدم جوازہ اصلاً و ھو المختار للفتوی لفساد الزمان فلا تحل مطلقتہ ثلاث نکحت غیر کفوء بلا رضی ولی لم یوض بہ قبل العقد فلا یفید الرضا بعدہ اہ واللّٰہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، ج۵، ص۲۸۶)

فتویٰ ۵……(مسئلہ)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ولیہ ہندہ کو کہ سیّدزادی ہے دھوکا دے کر اپنی قوم اور اپنا اور اپنے باپ کا مشہور نام اور اپنی ماں کا کنیز غیر شرعی ہونا چھپا کر بذریعہ تحریر و تقریر اپنے آپ کو شیخ یا سیّد اور چند املاک کا مالک ظاہر کر کے ہندہ سے نکاح کرلیا اور اس ملک فرض کو مہر ہندہ قرار دیا۔ بعد خلوت صحیحہ ہندہ کو معلوم ہوا کہ نہ زید کا وہ نام وقوم نہ زمین بلکہ وہ کنیز کہ غیر شرعی سے پیدا ہے۔ اب ہندہ نارضامندی ہوکر فسخ نکاح چاہتی ہے۔ آیا صورتِ مستفسرہ میں نکاح کو خود فسخ یا اس کے فسخ کا دعویٰ کرسکتی ہے۔ بینوا توجرا۔

الجواب……صورتِ مستفسرہ میں اگر ہندہ نابالغہ ہے اور یہ نکاح اب وجدّ نے نہ کیا یا انہوں نے کیا مگر اس بارے میں ان کی بے احتیاطی پہلے بھی ہوتی تھی کبھی اور بھی کسی بیٹی پوتی کا غیر میں نکاح کر چکے ہوں تو یہ نکاح اصلاً صحیح نہیں ہوا۔

اور اگر ہندہ کیلئے دور و نزدیک کہیں کوئی ولی مرد عصبہ عاقل بالغ حر مسلم مثلاً باپ دادا، بھائی بھتیجا اپنا چچا یا اپنے باپ دادا کا چچا یا ان میں سے کسی کی اولاد مذکور عام از آں کہ اب وجد کے سوا یہ سب سگے ہوں یا سوتیلے موجود ہیں اور یہ نکاح اس کے بے اطلاع ہوا یا مطلع تھا مگر اس نے صراحۃً نکاح کی اجازت نہ دی اگرچہ سکوت کیا ہو۔ اگرچہ مجلس عقد میں موجود رہا ہو یا صراحۃً اجازت و رضامندی بھی ظاہر کی۔ بلکہ خود متولی نکاح ہوا مگر وہ ان حالاتِ باطنۂ زید پر وقف نہ رکھتا تھا تو ان سے صورتوں میں مذہب مفتیٰ بہ پر وہ نکاح محض باطل و کالعدم بلکہ شرعاً فی التحقیقہ منعدم ہے۔ اگرچہ بعد وقوعِ نکاح و علم بحالات زید ولی ہندہ صراحۃً کہے کہ میں ایسی حالت پر بھی اس نکاح پر راضی اور اسے جائز رکھتا ہوں تاہم کچھ حاصل نہیں کہ جو شرعاً باطل ہے کسی کی رضامندی سے صحیح نہیں ہوسکتا اس تقدیر پر فسخ کی خود کیا حاجت کہ جب عقد ہوا ہی نہیں تو فسخ کیا کیا جائے۔ فی الدر المختار یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً و هو المختار للفتویٰ لفساد الزمان الخ اور اگر ہندہ کیلئے اس قسم کا کوئی ولی نہیں یا جو ہیں وہ کل یا بعض یا درصورت تفاوتِ درجہ صرف ولی اقرب پیش از نکاح باوجود وقوف بحالاتِ زید صراحۃً اپنی رضامندی ظاہر کرچکا ہو تو بشرطیکہ ہندہ بالغہ ہو صحتِ نکاح میں کچھ شبہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، ج۵، ص۲۸۶)

فتویٰ ٦......(مسئلہ)

ماقولہم رحمہم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ پٹھان لڑکے اور سیّد لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب......مسائل مظہر کہ لڑکی جوان ہے اور اُس کا باپ زندہ دونوں کو معلوم ہے کہ یہ پٹھان ہے اور دونوں اس عقد پر راضی ہیں باپ خود اس کے سامنے میں ہے جب صورت حال یہ ہے تو اس نکاح کے جواز میں اصلاً شبہ نہیں۔

كما نص عليه فی ردّ المختار وغيره من الاسفار واللّٰه تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، ج۵،ص۲۸۷)

فتویٰ ۷......(مسئلہ)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں براہ کرام جواب سے مع دلائل نقلی کے مشرف وممتاز فرمائیں:۔

۱......ایک عورت جونسباً سیّد ہے اس سے کسی شخص نے جونسباً سیّد نہیں ہے نکاح کیا تو لوگ اس کو کافر کہتے ہیں آیا یہ شخص کافر ہوا یا نہیں اور اگر نہیں ہوا تو کہنے والوں پر شریعت کا کیا حکم ہے۔

۲......عورت بالغہ جونسباً سیّد ہے باکرہ ہو یا مطلّقہ کسی شخص سے جونسباً سیّد نہیں نکاح کرے تو جائز ہوگا یا نہیں۔

۳......مرد غیر سیّد نے سیّدہ عورت سے نکاح کیا اور اگر وہ نکاح جائز ہوا تو جو اولاد کہ اس سے پیدا ہوگی وہ نسباً سیّد کہلائے گی یا کہ نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب......

۱......ماشاء اللہ اسے کفر سے کیا علاقہ، کافر کہنے والوں کو تجدید اسلام چاہئے کہ بلاوجہ مسلمان کو کافر کہتے ہیں۔ امیر المومنین مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اپنی صاحبزادی امّ کلثوم کہ بطن پاک حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے، امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیں۔ اور ان سے زید بن عمر پیدا ہوئے اور امیر المؤمنین عمر نسباً سادات سے نہیں۔

۲......سیّدہ عاقلہ بالغہ اگر ولی رکھتی ہے تو جس کفو سے نکاح کرے ہوجائے گا اگر چہ سیّد نہ ہو مثلاً شیخ صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا علوی یا عباسی ہو اور غیر کفو سے بے اجازت صریحہ ولی نکاح کرے گی تو نہ ہوگا۔ جیسے کسی شیخ انصاری یا مغل پٹھان سے مگر جبکہ وہ معتزز یا عالم دین ہو۔

۳......جب باپ سیّد نہ ہو اولاد سیّد نہیں ہو سکتی اگر چہ ماں سیّدانی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، ج۵،ص۲۹۹)

فتویٰ ۸......(مسئلہ)

شرع شریف کی رو سے رذالت اور شرافت قوم پر منحصر ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب......شرع شریف میں شرافت قوم پر منحصر نہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے: ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم تم میں زیادہ مرتبے والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ تقویٰ رکھتا ہے۔ ہاں دربارۂ نکاح اس کا ضرور اعتبار رکھا ہے کہ باپ دادا کے سوا کسی ولی کا اختیار نہیں کہ نابالغہ لڑکی کا نکاح کسی غیر کفو سے کر دے جس سے اس کی شادی عُرف میں باعثِ ننگ و عار ہو۔ اگر کر دے گا نکاح نہ ہوگا۔ عاقلہ بالغہ عورت کو اجازت نہیں کہ بے رضامندی صریح اولیاء اپنا نکاح کسی غیر کفو سے کرے اگر کرے گی تو نکاح نہ ہوگا۔

والمسائل معروفة في کتب المذهب جميعاً واللّٰه سبحانه و تعالىٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، ج۵، ص۲۹۴)

فتویٰ ۹......(مسئلہ)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کو یہ یقین دلا کر کہ تمہارا نکاح شوہر محمود جو نجیب الطرفین اور تمہارا کفو ہے سے کرایا گیا ہے لیکن ہندہ کو بعد نکاح ثابت ہوا کہ شوہر یعنی محمود غیر کفو ہے پس ایسی حالت میں نکاح فسخ ہوسکتا ہے یا نہیں؟ یا غیر کفو ہونے کی حالت میں نکاح فسخ ہی مانا جائے۔ ہندہ بالغہ ہے۔ بینوا توجروا

الجواب......جبکہ ہندہ بالغہ ہے اور نکاح غیر کفو سے ہوا اور زید پدر ہندہ نے قبلِ نکاح اسے غیر کفو جان کر اس سے نکاح کی اجازت نہ دی تو نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں، فسخ کی کیا حاجت۔

درمختار میں ہے: و يفتى غير الكفو بعدم جوازه اصلاً بلا رضا ولي بعد معرفته اياه

مگر غیر کفو کے معنی شرعاً یہ ہیں کہ مذہب یا نسب یا پیشہ یا چال چلن میں ایسا کم ہوا کہ اس کے ساتھ اس کا نکاح اس کے اولیاء کیلئے باعثِ ننگ و عار ہو نہ کہ بعض جاہلانہ خیالات پر۔ بعض عوام میں دستور ہے کہ خاص اپنے ہم قوم کو اپنا کفو سمجھتے ہیں دوسری قوم والے کو اگرچہ اُن سے کسی بات میں کم نہ ہو غیر کفو کہتے ہیں اس کا شرعاً لحاظ نہیں جیسے شیخ صدیقی ہو وہ شیخ فاروقی کو اپنا کفو نہ سمجھے حالانکہ حدیث میں ہے قريش بعضهم لبعض اكفاء ردالمحتار میں ہے فلو تزوجت هاشمية قريشيا غيرهاشمي لم يرد عقدها ہاشمی خاتون اگر قریشی غیر ہاشمی سے نکاح کرے تو یہ نکاح رد نہیں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، ج۵، ص۳۰۰)

ل یہاں سے معلوم ہوا کہ بہت ہی گھٹیا نسب والے عالم دین کو سیّدہ یا قریش کا کفو شرع نے تسلیم نہیں کیا ہے مثلاً ڈوم چمار وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فتویٰ ۱۰ ......(مسئلہ)

آپکا کیا قول ہے اس بارے میں کہ عجمی عالم دین سیّدہ کا کفو ہے یا نہیں؟ اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ بینوابسند الکتاب توجروایوم الحساب

الجواب...... ہاں جب کہ وہ عالم دین صحیح العقیدہ پرہیز گار ہو (تو وہ سیّدہ کا کفو ہے) کیونکہ علم دین کی شرافت نسب کی شرافت پر فوقیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یرفع اللّٰہ الذین امنوا منکم والذین اوتو العلم درجاتٍ ط اللہ تم میں سے جو مومن ہیں ان کو اٹھاتا ہے اور جن کو علم دیا گیا انہیں درجوں بلند فرماتا ہے۔...... اور فرماتا ہے قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ط آپ فرمادیں کیا علم والے اور جاہل برابر ہیں۔...... امام کردری کی کتاب الوجیز میں ہے عجمی عالم دین عربی اَن پڑھ کا کفو ہے کیونکہ علم کا شرف اقویٰ وارفع ہے اور اسی طرح فقیر عالم دین عربی غنی اَن پڑھ کا کفو ہے اور اسی طرح عالم دین غیر قریشی اس قریشی اور علوی کو کفو ہے جو اَن پڑھ ہے۔ اور کتاب فتح القدیر اور نہر الفائق وغیرہما میں امام قاضی خان سے منقول ہے عجمی عالم دین جاہل کفو ہے اور وہ سیّدانی کا بھی کفو ہے۔ کیونکہ علم کا شرف نسب کے شرف پر فوقیت رکھتا ہے۔ و فی النھروالدّر جزم بہ البزازی وارتضاہ الکمال وغیرہ والوجہ فیہ ظاھر الخ

اور ردالمختار میں علامہ خیرالدین رملی سے وہ مجمع الفتاویٰ سے وہ محیط سے نقل فرماتے ہیں کہ عالم دین سیّدانی کا کفو ہے کیونکہ (علم) کا شرف نسب کے شرف سے اقویٰ ہے...... قال و ذکر ایضاً یعنی الرملی انہ جزم بہ فی المحیط والبزازیۃ والفیض و جامع الفتاویٰ والدر الخ و تمام تحقیقہ فیہ فتاویٰ الخیریہ لنفع البریہ میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے کہ علماء کیلئے مومنین پر سات سو درجے ہیں ان میں سے ہر دو درجوں کی درمیانی مسافت پانچ سو سال کی راہ ہے اور یہ مجمع علیہ بات ہے اور کتب علم میں عالم دین کو قریشی پر مقدم رکھا گیا ہے اور اللہ نے بھی یہ آیتِ کریمہ قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون میں قریشی اور غیر قریشی کے درمیان کوئی فرق ذکر نہیں فرمایا۔

قلت اور ہم نے عالم دین میں صحیح العقیدہ پرہیز گار ہونے کی قید لگائی ہے کیونکہ وہی حقیقۃً عالم دین ہوتا ہے جو صحیح العقیدہ دیندار ہو ورنہ بدمذہب علمائے سوء تو جاہلوں سے بدتر ہیں کیونکہ بدمذہب شخص کی جہالت جہل مرکب ہوتی ہے اور یہ جلاہت سب سے زیادہ بری ذلیل ہے اور اس جہالت والا شخص دارین میں زیادہ حقارت اور ذلت والا ہوتا ہے چھوٹے بدمذہب حیوانوں کی طرح بلکہ ان سے بھی گمراہ ہوتے ہیں اور ان کے بڑے کتوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ ذلیل۔ امام دارقطنی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اھل البدع کلاب اھل النار بدمذہب دوزخی لوگوں کے کتّے ہیں اور ابوحاتم کی روایت کے لفظ یہ ہیں: اصحاب البدع کلاب اھل النار بدعتی لوگ دوزخ کے رہنے والوں کے کتّے ہیں اور ابونعیم کی روایت کے لفظ اس طرح ہیں: اھل البدع شرّ الخلق والخلقۃ بدمذہب سب سے بری مخلوق ہیں۔

علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں خلق سے مراد انسان اور خلیقۃ سے حیوانات ہیں۔ نسال اللّٰہ السلامۃ والعفو والعافیۃ

اقوال......عالم دین میں یہ قید لگانا بھی ضروری ہے کہ اس کا نسب انتہائی درجہ کا گھٹیا معروف و مشہور نہ ہو۔ جیسا کہ جولاہا، رنگریز، موچی، نائی وغیرہم کیونکہ اولیاء کو ننگ و عار ہونے کا دارومدار شہروں کے عرف پر ہے جیسا کہ اس بات کی تصریح بڑے بڑے علماء نے فرمائی ہے۔ امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں: ان الموجب هو استنقاص اهل العرف فيه ورمعه ۱ھ یعنی عدم کفائت میں اہلِ عرف کے ناقص جاننے پر دارومدار ہے پس اہلِ عرف کے خیال پر حکم کیا جائے گا۔ اور ردالمختار میں ہے: قد علمت ان الموجب هو استنقاص اهل العرف فيه ورمعه تو جان چکا ہے کہ عدم کفائت کا دارومدار عرف پر ہوتا ہے تو عرف پر ہی حکم دائر کیا جائے گا۔ پس اس بناء پر اگر کوئی حاکمِ وقت ہو یا اس کا ملازم اور وہ مال مرّوت اور جاہ و حشم والا ہو تو اگرچہ وہ لوگوں کے مال ناحق کھاتا ہو اُس کے نکاح میں عورت وہ عار محسوس نہیں کرے گی جو کسی جولاہے یا رنگ ریز وغیرہما کے نکاح میں محسوس کرے گی کیونکہ کفائت میں نقصان اور رفعت کے بارے میں اعتبار دنیاوی باتوں کا ہے۔

ولا شك ان العلوية في بلا دنا لا تتعير بالا فاغنة والمخول المحلين بحلية العلم والفضل فانهم في انفسهم يعدون هنامن الشرفاء الانجاب فاذا انضاف الى ذلك فضل العلم جبر نقص نسبهم بالنسبة الى العلوى بخلاف الحاكة والحلاقين وامثالهم فان التعير لهم لايزول بعلمهم اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے ہندوستانی شہروں میں سیّدانی مغلوں اور پٹھانوں کے نکاح میں کوئی عار محسوس نہیں کرے گی جبکہ وہ علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہوں گے۔ کیونکہ یہ لوگ بذات خود شرفاء میں شمار کئے جاتے ہیں پھر جب ان کے نسبی شرف کے ساتھ شرفِ علم شامل ہے تو انکے اس نسبی نقصان کا جبر ہو جائیگا جو سیّد کی نسبت سے ان میں موجود تھا بخلاف جولاہوں نائیوں وغیرہم کے کہ اگرچہ یہ لوگ علمائے دین بن جائیں انکا نسبی نقصان انکے فضل و علم کے شرف سے دُور نہیں ہوتا اور باوجود عالم دین ہونے کے ان کے نکاح میں سیّدانی عار محسوس کرے گی۔

اللهم الا اذا تقادم العهد و تناساه الناس وظهر لهم الوقع في القلوب والعظم في العيون
بحيث لم يبق العار لبنات الكبار وذلك قليل جداً في هذه الامصار بل لا يكاد يوجد
عنه الاعتبار و من عرف المدار عرف ان الحكم عليه يدار فافهم

ہاں اگر یہ لوگ اپنا پیشہ ترک کردیں اور مدّتِ مدید گزرنے کی وجہ سے لوگوں کے دِلوں میں ان کی عزت اور ان کی نظروں میں ان کی وقعت پیدا ہو جائے کہ شرفاء کی بچیاں ان کے نکاح میں عار محسوس نہ کریں تو پھر ان کے نقصانِ نسب کا جبر بھی ان کا فضلِ علم سے ہو جائے گا اور یہ شرفاء کے کفو بن جائیں گے مگر یہ بات ہمارے علاقوں میں بہت ہی نادر الوجود ہے۔ بہرحال کفائت یا عدم کفائت کا اعتبار عرف و عادۃ الناس پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، ج ۵، ص ۲۹۱)

الحمدللہ! اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت علیہ الرحمۃ کے ان دس فتاویٰ مبارکہ سے سیّدانی سے غیر سیّد کے نکاح کے مسئلہ کی جملہ صورتوں کا شرعی حکم معلوم ہوگیا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے ان فتاویٰ مبارکہ میں جو کچھ لکھا ہے کہ فقہ حنفی کی معتبر کتب مبارکہ مثلاً درمختار، ردالمختار، خانیہ، خیریہ، عالمگیری، بحرالرائق اور فتح القدیر وغیرہما من الاسفار میں بیان کردہ مفتی بہ قول کے مطابق لکھا ہے ان فتاویٰ مبارکہ کا خلاصہ یہی ہے کہ اس نکاح کی صحت و عدم صحت میں اعتبار کفائت و عدم کفائت کا ہے، سیّد غیر سیّد ہونے کا نہیں، پس جو نکاح غیر سیّدانی کے حق میں صحیح ہے وہ سیّدانی کے حق میں بھی صحیح ہے اور جو غیر سیّدانی کے حق میں صحیح نہیں وہ سیّدانی کے حق میں بھی صحیح نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے فتویٰ مبارک کی تصدیق عالم اسلام کے علماء وفقہاء سے بھی ہوتی ہے۔

فہرست مصدقین فتویٰ مذکورہ

علمائے مدینۂ منوّرہ	علمائے مکّہ معظمہ
مولانا المفتی تاج الدین مفتی الحنیفہ	مولانا محمد صالح ابن المرحوم ابولاسہ
مولانا السید احمد البحرائری	صدیق کمال الحنفی مکۃ المکرّمہ
مولانا الشیخ خلیل بن ابراہیم الخرپوتی	غلام مصطفیٰ المہاجر بالحرم المکی
مولوی محمد حافظ بخش مدرس	آدم بن جبیری مکی
مولوی فضل المجید صاحب	عبدالرزاق القادری الحنفی المکی
مولوی فضل احمد صاحب	عثمان بن عبدالسلام داغستانی حافظ
مولوی نورالدین صاحب	کتب الحرم ملکی
احمد عباسی	سیّد اسماعیل بن خلیل
حضرت مولانا عمر بن ابی بکر باجنید مکی	مولانا محمد یوسف المدرس
مولانا الشیخ عبدالرحمٰن الدھان	بالحرمہ المکی
مولانا الشیخ عبدالکریم	احمد المکی الحنفی الچشتی
مولانا الشیخ اسعد بن احمد	الصابری الامدادی
مولانا جمال بن محمد حسین	محمد یوسف المدنی
مولانا الشیخ بن محمد بن احمد	محمد سعید الادیب المدنی
	مولانا جمال بن محمد حسین
	مولانا عمر بن حمدان
	مولانا الشیخ محمد المدرس
	بالحرم المختاری
	مولانا السید عباس بن السید خلیل شیخ
	الدلائل مولانا السید محمد بن محمد المدنی
	مولانا الشیخ الفاصل عبدالقادر
	مولانا السید الرزخی مفتی

فہرست مصدقین علمائے پاک و ہند

علمائے بریلی شریف	علمائے دھلی
الجواب صحیح امام اہل سنت و جماعت مجدد دین وملت حاضرہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ)	سید محمد ابراہیم صاحب
مولانا حامد رضا خان صاحب بریلوی ابن اعلیٰ حضرت	مولوی محمد یعقوب صاحب
مولانا امجد علی صاحب بہارِ شریعت	محمد کرامت اللہ صاحب
مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب بریلی	**علمائے بدایوں**
مولانا محمد ظہور الحسین صاحب فاروقی مدرس مدرسہ اہل سنت وجماعت بریلی	مولانا عبدالمقتدر قادری
مولوی محمد عبدالرشید صاحب مدرس	قاضی و مدرس اوّل مولوی محب الرسول صاحب
مولوی محمد خلیل اللہ خاں بریلوی	مولوی سید جلال صاحب موضع ملہو
مولوی سلطان احمد صاحب بریلوی	مولوی سید زیور علی شاہ صاحب ابا بکر
مولوی محمد یوسف جلالیہ	مولوی محمود شاہ صاحب یٰسین کلاں
مولوی عبدالحق صاحب جلالیہ	مولوی عبدالمالک صاحب یٰسین کلاں
مولوی سعد الدین صاحب جلالیہ	مولوی عبداللہ جان صاحب جلالیہ
مولوی شہاب الدین صاحب اخوندزادہ غورغشتی	مولوی عبدالرؤف صاحب جلالیہ
	مولوی سید حبیب شاہ صاحب قاضی پوری
	مولانا سید جناب پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑا ضلع راولپنڈی

علمائے رامپور ریاست

الجواب صحیح......مولانا مولوی فضل حق صاحب مدرس اوّل۔

نوٹ......یہ مولانا بزرگ حضرت شیخ الجامعہ بہاولی علامہ غلام محمد گھوٹوی کے استاد مکرم ہیں۔

مولوی احمد امین صاحب	مولوی محمد یوسف صاحب
مولوی معز اللہ خان صاحب	مولوی سیادت حسن صاحب
مولوی نظر الدین صاحب	مولوی عبد العلی صاحب
مولوی وزیر محمد خان صاحب	مولوی حافظ عنایت اللہ خان صاحب
مولوی افضال صاحب	مولانا لطف اللہ صاحب
مولوی رشید الدین صاحب	مولوی فضل اللہ صاحب
مولوی گل احمد صاحب	مولوی نظام الدین صاحب مدرس
مولوی محمد احمد صاحب	مولوی قمر الدین صاحب
مولوی سیّد غلام رسول صاحب	مولوی معین الدین صاحب
مولوی اشفاق صاحب	مولوی مولوی محمد طیب صاحب
مولانا مولوی منور علی صاحب محدث	مولوی شاہ زمان صاحب
مولانا مولوی حافظ وزیر صاحب ادیب	قاضی حامد شاہ صاحب
مولوی سعید احمد صاحب	مولوی السید علی صاحب
مولوی حامد حسین صاحب	قاری صاحب علامہ عالیہ
مولوی محمد امانت اللہ صاحب	مولوی فیاض الدین صاحب
میاں خواجہ احمد صاحب	پیارے خان صاحب
مولوی محمد امداد اللہ صاحب	مولوی عبد الوہاب صاحب
مولوی واحد حسن صاحب	مولوی واحد نور صاحب

مولوی نعیم الدین صاحب	مولوی محمد نبی صاحب
مولوی قمر الدین صاحب	مولوی عبد الرشید خان صاحب
مولوی نصیب اللہ خان صاحب	مولوی محمد اعجاز حسین صاحب
مولوی محمد قاسم علی صاحب	محمد شریف احمد صاحب
مولوی حبیب شاہ صاحب	**علمائے علاقہ چچھ وغیرہ ضلع کمپلپور اٹک**
مولوی محمد علی صاحب	مولوی غلام ربانی صاحب شمس آبادی
مولوی عبد الحکیم صاحب	مولوی حافظ سبحانی صاحب شمس آبادی
مولوی خلیل اللہ صاحب	مولوی تصدق حسین صاحب
مولوی سید احمد صاحب	معروف لعل شاہ مولوی شمس آبادی
مولوی عبد الوہاب صاحب	مولوی سید شاہ ولایت صاحب شمس آبادی
مولوی غلام محی الدین صاحب	مولوی فضل الرحیم صاحب حاجی شاہی
مولوی نور احمد صاحب	مولوی برہان الدین صاحب
مولوی مقرب علی صاحب	مولوی سید رسول صاحب کاملپوری
مولانا مولوی سلامت اللہ صاحب	مولوی تورو ملان صاحب
مولانا مولوی ظہور الحسن صاحب	مولوی غازی صاحب گولڑہ
مولوی محمد جمیل حسن صاحب	ماخوذ از۔ حق الایضاح فی شرطیۃ الکفو للنکاح
مولوی میاں محمد جمیل حسن صاحب	مؤلفہ قاضی غلام گیلانی
مولوی عبد الواحد صاحب	(اشتہار علامہ سندیلوی صاحب)

مفتی عبدالقادر صاحب	
مولوی مُلّاں عالم اخوندزادہ	
مولوی عبداللہ جی صاحب دامان	
مولوی سید پیر عباس صاحب کہڑ	
مولوی احمد الدین صاحب بربان	
مولوی محمد یوسف صاحب سکنہ موسیٰ	
مولوی میاں محمد شاہ صاحب موضع غور غشتی	
مولوی محمد گل صاحب ساکن پنڈہ	
مولانا مولوی جناب مستطاب حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ	
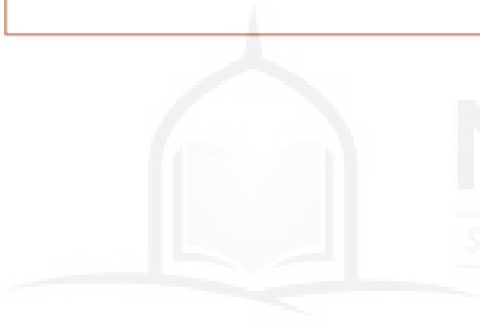
غیر مجوزین نکاح سیّدہ بہ غیر سیّد

مولانا سند بریلوی صاحب نے فرمایا کہ سیّدزادی کے غیر سیّد سے نکاح حرام وناجائز ہونے کی نسبت پنجاب کے دو بزرگوں یعنی شیخ العرب والعجم حضرت امیر ملت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اعلیٰ حضور حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف کی جاتی ہے۔

۱......حضرت امیر ملت کی تو تحریر یا فتویٰ میری نظر سے نہیں گزرا۔ کئی اہل قلم سے پوچھا، سب نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ بعض نے ان کے جو الفاظ روایت کئے وہ اتنے بازاری قسم کے ہیں کہ عام آدمی بھی سیّدزادی کیلئے استعمال نہیں کرسکتا۔ میری زبان وقلم کو اس کا یارا نہیں، اور یہ یقین ہے کہ حضرت امیر ملت عالم وفاضل اور متبع شریعت کی زبان سے ایسے الفاظ نہیں نکلے ہوں گے۔

۲......اعلیٰ حضور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فتاویٰ تو آپ کے فتاویٰ میں اس قسم کا ایک فتویٰ ہے جو کہ جعلی ہے اس کے جعلی ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ اس پر حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گولڑوی کے دستخط جعلی ہیں۔ جب کوئی شخص جعل سازی کرتا ہے تو وہ کتنا ہی ماہر کیوں نہ ہو، کوئی نہ کوئی جعل سازی کا نشان چھوڑ جاتا ہے۔ صاحبِ بصیرت لوگ اسے سمجھ جاتے ہیں۔ یہاں بھی ایسے ہی ہوا۔ حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتویٰ پر دستخط کرتے وقت بقلم خود لکھتے ہیں۔ لیکن اس فتویٰ پر بقلم خود نہیں۔ پوری ہوشیاری کے باوجود الحاق کرنے والا اس سے باخبر رہا۔

اگر بالفرض اس کو حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہی فتویٰ مان لیں۔ تب بھی اس سے سیّدزادی کا غیر سیّد سے نکاح حرام وزِنا ثابت نہیں ہوتا (العیاذ باللہ) اس سے صِرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ ولی کی رضا کے بغیر غیر کفو میں نکاح صحیح نہیں۔ فقہی اعتبار سے یہ دُرست ہے۔

اول الذکر بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق سے صرف مولانا مفتی غلام رسول صاحب نے کچھ لکھا تھا۔ لیکن علماء مشائخ نے انہیں کسی قطار میں شمار نہ کیا اس لئے کہ ان کی تحریر مبنی برحقائق نہ تھی۔ مولانا احمد حسین قاسم الحیدری صاحب نے ایک پمفلٹ شائع فرمایا بنام **مسئلہ کفائت میں اعلیٰ حضرت کا موقف**......اس میں انہوں نے مولانا غلام رسول صاحب کے بارے میں لکھا۔

ایک شبہ کا ازالہ

مفتی غلام رسول مدرس دارالعلوم نقشبندیہ علی پور شریف اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان فتاویٰ کے بارے میں لکھتے ہیں اگر سائل کہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی تو فرماتے ہیں کہ غیر سیّد کا نکاح سیّدہ کے ساتھ ہوسکتا ہے، جواب یہ ہے کہ پہلے تو یہ عبارت ہی الحاقی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس مسئلہ میں کوئی دلیل معتبر بلکہ بالکلیہ دلیل ہی بیان نہیں کی گئی۔ باوجودیکہ مفتی بہ قول قاضی خان اور امام سرخسی کا گزر چکا ہے کہ غیر کفو میں نکاح نہیں ہوسکتا اور ابن حجر کی تحقیق بھی یہی ہے کہ نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ پھر اعلیٰ حضرت مفتی بہ قول کو ترک کر کے مرجوع قول پر کیسے فتویٰ دے سکتے ہیں۔ لہٰذا یا تو یہ انتساب اعلیٰ حضرت کی طرف غلط ہے اور عبارت الحاقی ہے یا بوقتِ ضرورت جزوی صورت مراد ہے جبکہ تمام اولیاء کو ننگ و عار نہ ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تفقہاتِ ظنیہ سے ہو جو کہ امور مذہبیۃ میں قابلِ اعتماد نہیں ہے دیگر مرویات جو کہ ہیں ان کا مطلب بھی یہی ہے کہ ضرورت شرعیہ و عدم استنقاصِ اولیاء کل جب ہو تو اباحی صورت ہے۔ جس کا تعلق مستثنیات سے ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کا نکاح وحی اور الہام پر مبنی تھا اور یہاں پر استنقاص اولیاء بھی نہ تھا اور ضرورت بھی پیش نظر تھی۔ اگر کہیں ضرورت شرعیہ اور تمام ولیوں کیلئے عیب و عار بھی نہ ہو۔ اگر ایسے مخصوص حالات میں کوئی جزوی صورت متحقق ہوجائے تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ وہ ضابطہ اور کلیہ ہے بلکہ ایک خاص اور استثنائی صورت ہے جس میں اصل مبحث سے کسی قسم کا کوئی لگاؤ اور تعلق نہیں۔ اعلیٰ حضرت کی عبارت کا بھی یہی مفہوم اور مصداق ہے۔ ورنہ ناموسِ رسالت اور عاشقِ رسول نہایت درجہ متقی اور پرہیزگار سے ایسے اقوال کا صادر ہونا عمل اور علم کے درمیان تضاد کے سوا کچھ نہیں۔ اتنی عظیم شخصیت سے تضاد بھی ناممکن ہے تو پھر لازماً الحاقی صورت ہوگی یا مخصوص صورت اور استثنائی ہوگی۔ اھ بلفظہ التمام۔ (فتاویٰ جماعیہ، ص ۲۵۱)

اقول...... مفتی صاحب کی یہ سب باتیں من گھڑت ہیں مقام تعجب ہے کہ اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ مبارکہ میں معتبر کتب فقہ حنفی کے جو حوالہ جات پیش کئے گئے ہیں وہ مفتی صاحب کو نظر ہی نہیں آئے اور آنکھیں بند کر کے لکھ دیا کیونکہ اس مسئلہ میں کوئی دلیل معتبر بلکہ بالکلیہ دلیل ہی بیان نہیں کی گئی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ ثانیا ...... اعلیٰ حضرت کی یہ تحقیق کتب فقہ حنفی میں سے معتبر کتب مبارکہ کے عین مطابق واقع ہوئی ہے مگر مفتی صاحب اسے الحاقی یا مخصوص و استثنائی صورت کے متعلق قرار دے رہے ہیں۔ والی اللہ المشتکی ثالثا ...... امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کو مفتی صاحب نے دیکھا سمجھا ہی نہیں اسلئے امام قاضی خان اور امام سرخسی کی طرف مطلقاً عدم جواز کا قول منسوب کر بیٹھے ہیں حالانکہ اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ بالغہ نے غیر کفو سے ولیٔ اقرب کی رضائے صریح کے بغیر نکاح کیا ہو تو یہ نکاح اصلاً صحیح نہیں اور اگر اس نے رضائے صریح حاصل کرنے کے بعد کیا تو اس کی صحت میں اصلاً شبہ نہیں ہے۔ رابعاً حنفی مذہب چھوڑ کر شافعی المذہب ایک بزرگ امام ابن حجر کے قول کو اختیار کرنا

مفتی صاحب کی سراسر غلطی ہے۔خامساً سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادیوں کے جو نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کیے ان کو مفتی صاحب نے ضرورتِ شرعیہ پر محمول بتایا۔ بالفرض اگر یہ نکاح ضرورتِ شرعیہ کی بناء پر ہوئے تھے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی سیّدزادی امّ کلثوم کا جو نکاح حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درخواست پر ان سے کیا تھا وہ کس شرعی ضرورت کی بناء پر تھا۔سادساً جب شرع شریف نے قریش کے سب قبیلوں کو کفو قرار دیا ہے تو پھر سادات کی بچیوں کے غیر سیّد قرشیوں سے نکاح میں شرعاً ننگ و عار موجود ہی نہیں اس لئے اس کو ناجائز قرار دینا مفتی صاحب کی شرع شریف پر کتنی سخت جرأت مندی ہے۔

بہر حال اعلیٰ حضرت کے یہ فتاویٰ مبارکہ الحاقی نہیں اور نہ کسی مخصوص و استثنائی صورت کے متعلق ہیں بلکہ اٹل شرعی قانون ہیں۔ اللہ تعالیٰ حق قبول کرنے کی توفیق بخشے۔آمین

ایک اور شبہ کا ازالہ

مفتی غلام رسول صاحب مذکور مزید لکھتے ہیں۔اوّلاً تو اس حدیث قریش بعضهم لبعض اكفاء کی محدثین نے تضعیف کی ہے اگر اس کی صحت ثابت ہو جائے تو عام مخصوص عنہ البعض ہے جیسا کہ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے کہ آپ کی اولاد کا کوئی ہم کفو نہیں ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ اگر بالفرض محدثین نے اس حدیث کی تضعیف کی ہے تو اسی حدیث کو ہمارے فقہائے حنفیہ نے اپنی کتب مبارکہ میں مسئلہ کفائت بین قبائل قریش کی دلیل بنایا ہے۔پس یہ حدیث تلقی امت بالقبول کی وجہ سے ضعف سے نکل گئی ہے اور امام ابن حجر کا ارشاد ہم احناف کیلئے قابل قبول نہیں کیونکہ یہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔اس حدیث کے ضعف کے ازالہ کی تحقیق فقیر آگے چل کر مفصل عرض کرے گا۔اِن شاءاللہ تعالیٰ

خلاصہ فتاویٰ رضویہ

۱......اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ مذکورہ کا خلاصہ یہ ہے کہ متاخرین حنفی فقہائے کرام کا فتویٰ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اس روایت پر ہے جوان کے شاگرد حضرت امام حسن نے روایت کی اس مفتی بہ روایت کی بناء پر اگر چہ غیر کفو سے نکاح کے متعلق فتویٰ اصلاً عدم صحتِ نکاح پر ہے لیکن یہ اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ نکاح سے پہلے ولی اقرب نے مرد کے غیر کفو ہونے کو جانتے ہوئے اس نکاح پر اپنی صریح رضامندی ظاہر نہ کی ہو اور اگر عدم کفائت کو جاننے کے بعد اس نے خود نکاح کرایا ہے، یا بالغہ نے خود اس کی صریح رضامندی حاصل کرنے کے بعد کیا ہے تو یہ نکاح صحیح ہے ولہٰذا مطلقاً سیّدہ سے غیر سیّد کے نکاح کی شدید حرمت پر فتویٰ کا قول کرنا دُرست نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲......چونکہ متاخرین علمائے حنفیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مفتی بہ روایت امام حسن کی روایت ہے اس لئے ان کے مقابلہ میں مطلق اباحت یا مطلب حرمت کا قول کرنے والے کسی آج کل کے بعض کے قول کی کوئی اہمیت نہیں کہ تضاد ثابت ہو اور اُسے دور کرنے کی کوشش میں حرمت والے قول کو اٹل قانون اور حلت ثابت کرنے والے قول کو محض قول کہا جائے۔

۳......امام حسن کی مفتی بہ روایت پر غیر کفو میں نکاح دو صورتوں میں منقسم ہے ایک صورت میں صحیح ہے دوسری میں باطل ہے ولہٰذا ہر صورت پر اس کا اپنا حکم عائد کیا جائے گا۔ آج کل کے مولویوں نے غیر کفو میں نکاح کے مطلقاً حرام ہونے کا جو قول کیا ہے یہ شرعی احتیاط نہیں بلکہ شریعت پاک کے صریح خلاف ہے کیونکہ یہ قول صرف غیر سیّد و سیّدہ کے نکاح ہی کو حرام ثابت نہیں کرتا بلکہ ہر قوم کے اُس نکاح کو حرام ثابت کرتا ہے جو غیر کفو میں کسی بھی صورت میں ہوا ہو۔ (رسالہ کفائت علامہ الحمید رمی صاحب)

اعلیٰ حضرت مجدد دِین وملّت امام احمد محدّث بریلوی قدس سرہ کی تحقیق کے بعد کسی بھی مفتی کی گنجائش نہیں کیونکہ آپ کی فقاہت کا اعتراف نہ صرف اپنوں کو ہے بلکہ بیگانے بھی آپ کی فقاہت کے گن گاتے ہیں اور آپ کی فقاہت کا چرچا نہ صرف خطہ ہندو پاکستان تک محدود ہے بلکہ عالم اسلام کے چوٹی کے فقہا اور اہل افتاء آپ کی فقہی مہارت وحذاقت پر رطب اللسان ہیں۔

تفصیل کیلئے دیکھئے تصانیف ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر علامہ محمد مسعود احمد صاحب (مدظلہ) کراچی

ٹیڈی مجتہدین

ہاں ٹیڈی مجتہدین اپنی ہواؤ ہوس کی پیاس کیلئے آپ کی تحقیق کے خلاف کر رہے ہیں لیکن تجربہ شاہد ہے کہ جس نے اعلیٰ حضرت کی تحقیق کے خلاف کچھ لکھا تو ہزاروں ٹھوکریں کھانے کے بعد یا تو صحیح راستہ پر آ جاتا ہے یا پھر اپنے انجام غلط کے انتظار میں ہے۔

حاسدین

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ کے حاسدین کی بھی کمی نہیں لیکن اکثر تو دبے دبے رہتے ہیں ان میں جو کھل کر میدان میں آتے ہیں ان کا انجام بھی برا نکلتا ہے ان میں ایک محمود شاہ حویلیاں (سرحد) بھی ہے اس نے اس مسئلہ میں اعلیٰ حضرت کیخلاف بہت زہر اُگلا ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔ وہ لکھتا ہے کہ ایک صاحب (احمد رضا) نام لینے کی عادت نہیں ان کا سلام ہر مسجد، ہر بزم، ہر اسلامی تقریب میں پڑھا جاتا ہے یعنی **مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام**، اس کی تردید میں مولانا اصغر علی اصغر چشتی لاہور لکھتے ہیں مگر موصوف اپنی کتاب میں لکھتے ہیں سنّی کی بیٹی کا نکاح وہابی کی بیٹی سے نہیں ہوتا بلکہ ایسے ہے جیسے کتے کے گھر میں بیاہی گئی۔ مگر سیّدانی کا نکاح...... معترض صاحب حسد میں اس قدر جل چکے ہیں کہ انہیں معلوم نہیں کہ میرے قلم سے کیا کچھ لکھا جا رہا ہے۔ اوّل فرماتے ہیں نام لینے کی ضرورت نہیں۔ پھر اس کی وہ صفت بیان کرتے ہیں جو پوری دنیا میں پھیل چکی ہے اور خود ہی اس بات کا اقرار فرماتے ہیں کہ ان کا سلام ہر مسجد، ہر بزم، ہر اسلامی تقریب میں پڑھا جاتا ہے اگر تقریباً لکھ دیتے تو ان کی اپنی تقریب مستثنیٰ ہو جاتی لیکن وہ اس بات کے اقراری ہیں کہ ان کی اپنی محفل میں بھی پڑھا جاتا ہے۔ بہرحال سیدہ کے نکاح پر گفتگو ہو چکی۔

اب رہا ان کا فرمانا ذرا غور سے ان کا فقرہ ملاحظہ ہو...... سنّی کی بیٹی کا نکاح وہابی کی بیٹی سے نہیں ہوتا۔ قارئین کرام! کیا عورت کا نکاح عورت سے ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورت کا عورت سے فعل کرنا اور مرد کا مرد سے فعل کرنا یعنی فاعلہ مفعولہ، فاعل اور مفعول سب پر لعنت فرمائی ہے۔ اعلیٰ حضرت بھلا اسکی اجازت کیسے دیتے۔ ایک شریف آدمی اس فعل کی اجازت نہیں دیتا۔ ہاں سنّی لڑکی کا نکاح وہابی یا کسی بدمذہب مرد سے کرنا کیسا ہے۔ اس پر لکھنے کی ضرورت نہیں ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقکم پہلے ایمان لانے کا حکم ہے۔ ایمان میں تمام عقائد شامل ہیں جو توحید اور رسالت کے متعلق ہیں بلکہ حشر نشر ملائکہ، کتب قیامت، تقدیر وغیرہ سب شامل ہیں۔ ان سب میں سے اوّل و افضل سرکارِ ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے۔ جو شخص آپ کی شانِ اقدس میں ذرا سی گستاخی کرتا ہے خارج از اسلام ہے۔ اسی بات کا خیال قرشی اور ہاشمی سے رکھا جائے گا۔ فقط قوم اعلیٰ دیکھ لینا ضروری نہیں بلکہ ان کے عقائد بھی دیکھنا ہوں گے۔ (ماہنامہ کنز الایمان لاہور جولائی ۱۹۹۳ء)

نوٹ...... اس محمود شاہ نے سیّدہ کا نکاح غیر سیّد سے عدم جواز پر اشتہار نکالا اور ایک کتاب بھی لکھی، کتاب کا رد علامہ مفتی محمود ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خوب لکھا جو ایک ماہنامہ میں قسط وار شائع ہوا۔ محمود شاہ نے اپنی کتاب میں اعلیٰ حضرت اور مجوزین کو زندیق ابوجہل اور حرامی تک لکھ مارا، اور اشتہار میں مذکورہ بالا الفاظ دہرا کر انکو واجب القتل اور مرتد قرار دے کر حوالے اعلیٰ حضرت کی کتاب حسام الحرمین کا دیا یعنی اس میں یہ تاثر دیا کہ جیسے ایک ہزار تین سو علماء دوسرے مرتدین کا حکم فرماتے ہیں اس کا بھی یہی حکم ہے۔

پیر طریقت حضرت سیّد پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہٗ

اگر چہ حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وہی فتویٰ ہے جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے بیان فرمایا جیسے ایک فتویٰ (جسے فقیر نے پہلے نقل کیا ہے) پر آپ کے اور آپ کے سلسلہ کے بعض علماء کی تصدیق و دستخط موجود ہیں لیکن آپ کے خاندان اور مریدین علماء میں دو گروہ ہو گئے جس کا ایک عرصہ تک سخت نزاع رہا۔

سیّدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے پڑپوتے صاحبزادہ نصیر الدین نصیر (مدظلہ) نے اپنی تصنیف نام و نسب میں اس مسئلہ پر بڑے معقول اور مدلل انداز میں روشنی ڈالی اگر چہ اس بارے میں بہت بڑی پریشانیوں کا شکار ہونا پڑا لیکن اپنے موقف سے سرِ مُو نہ ہٹے۔
ان کی تائید میں ملک المدرسین حضرت علامہ حافظ عطا محمد صاحب بندیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ضخیم کتاب **سیف العطاء** لکھی جو اپنے موضوع میں خوب ہے انہیں بھی اس کتاب لکھنے پر بہت ستایا گیا لیکن فیصلہ اٹل تھا اسی لئے انہوں نے بھی کسی کی پرواہ نہ کی بالآخر یہ مسئلہ جوں کا توں رہا۔

معروض اویسی غفرلہ

اگر چہ حضرت پیر صاحب گولڑوی قدس سرہ کی طرف سے جمہور کی تائید ملتی ہے اور آپ کے فتویٰ کی تحقیق و تشریح بھی مذکورہ بالا دو کتابوں میں مفصل مذکور ہے اس کے باوجود اگر حضرت پیر صاحب قدس سرہ کا موقف وہی ہو جو نکاح سیّدہ بہ غیر سیّد کے عدم جواز پر ہے تو جمہور کے مقابلہ میں فرد واحد کا قول نا قابل قبول ہوتا ہے۔ حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شانِ ولایت بجا لیکن صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ کے اجتہاد سے بڑھ کر تو کوئی نہیں جمہور کے بالمقابل ان حضرات کا قول یا اجتہاد نا قابل تسلیم رہا اور یہاں بھی اسی بات کو مان لیا تو کیا حرج ہے۔

نوٹ...... ان دو حضرات کے اسماء گرامی کے بعد جتنے رسائل و تحریریں سامنے آئی ہیں وہ علمائے محققین کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

سوالات و جوابات

اگرچہ یہاں سوالات وجوابات کی ضرورت نہیں اس لئے کہ مجوزین ومانعین دونوں حنفی ہیں اوراحناف کی تصریحات موجود ہیں کہ سیّدہ کا نکاح غیرسیّد سے بہ شرائط معلومہ جائز ہے لیکن چونکہ اس مسئلہ پر جانبین کی طرف سے سوالات عائد ہوتے ہیں فلہٰذا ان کے جوابات دینا ضروری ہوا۔

سوال ۱ ......کتب فقہ کے حوالے سے یہ حدیث پیش کی ہے کہ القریش بعضھم اکفاء لبعضٍ حالانکہ یہ تو ضعیف ہے پھراسی روایت سے استدلال کیونکہ صحیح ہوسکتا ہے؟

الزامی جواب ......مانعین شب وروز یہ کہتے نہیں تھکتے کہ غیرکفو میں نکاح باطل ہوتا ہے تو ذرا اس کے اثبات میں کوئی صحیح حدیث پیش کریں۔

تحقیقی جواب ......حقیقت یہی ہے کہ کفائت کے باب میں سب حدیثیں فرداً فرداً ضعیف ہی ہیں اور محدث بیہقی نے لکھا ہے کہ کفائت دربارۂ نکاح اعتبار کرنے کے بارے میں اکثر احادیث قابلِ حجت نہیں۔اس کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

حدیث(۱)...... تخیر والنطفکم وانکحوا لاکفاء (رواہ ابن ماجہ)

اورفتح الباری شرح بخاری ج۹ص۱۰۷میں ہے کہ اخرجہ' ابن ماجۃ و صححہ' الحاکم، واخرجہ' ابو نعیم من حدیث عمر ایضاً وفی اسنادہٖ فعالٌ

اورامام زیلعی فرماتے ہیں کہ وانکحوا الاکفاء ...... وھذا رومی من حدیث عائشۃ و من حدیث انس و من حدیث عمر بن الخطاب، من طریق عدیدۃ کلھا ضعیفۃ (زیلعی، ج۲ص۱۸)

اوراس حدیث کی ابن ماجہ والی سند میں حارث بن عمران جعفری مدنی ہے جسکے بارے میں محدّثین نے فرمایا ہے کہ وہ ضعیف ہے اور محدث ابن حبّان نے اس کو وضع یعنی حدیثیں گھڑنے کی طرف منسوب کیا ہے اور امام ابوحاتم نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا ہے: لا اصل لہ (تہذیب التہذیب، ج۲ص۱۵۲)

حدیث(۲)......عن علی رضی اللّٰہ عنہ رفعہ' ثلاث لا تؤخر الصّلوٰۃ اذا آنت، والجنازہ اذا حضرت، والایّم ازا وجدت لھا کفواً میں لکھتے ہیں کہ اخرجہ' الترمذی والحاکم باسناد ضعیف (درایہ،ج۲،ص۴۲)
الغرض غیر کفو میں نکاح کے بطلان کے بارے میں جو حدیثیں پیش کی جاتی ہیں وہ بھی متکلم فیھا تو ہیں ہی، اب رہی روایت القریش بعضھم اکفاء لبعض سوامام، محدث، حافظ جمال الدین عبداللہ بن یوسف الزیلعی رحمۃ اللہ علیہ، المتوفی ۷۶۲ھ نے نصب الرّایہ التخریج احادیث الہدایہ جلد۳ ص ۳۹۸ میں بسط کے ساتھ اس کے شواہد پیش کیے ہیں جو کہ بعض دوسرے بعض کیلئے مؤید ہیں۔ علاوہ اس کے انقطاع کا اعتراض اس حدیث پر کہ یہ حدیث منقطع ہے بھی مضر نہیں کیونکہ قرونِ فاضلہ میں کسی روایت کی سند کا انقطاع مضر نہیں ہے۔ تدریب الراوی ص ۹۱ میں ہے کہ ولا بدع فی الاحتجاج بحدیث لہ طریقان لو انفرو کل منھما لم یکن حجۃ اور ماثبت بالسنہ ص ۱۷۔۱۸ میں حافظ عراقی سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وظاھر کلام البیھقی ان حدیث التوسعۃ (فی عاشر الحرّم) حسن علیٰ رائی عنہ ابن حبان ایضاً فانہ' رواہ من طرق عن جماعۃ من الصحابۃ مرفوعاً، ثم قال وھذہٖ الا سانید وان کانت ضعیفۃ لکن اذا ضمّ بعضھا الیٰ بعض احدثت قدۃ، وانکار ابن تیمیۃ بان التوسعۃ لم یرو فیھما شئی عنہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم وھم لما علمت، وقول احمد انہ' لا یصح ای لذاتہٖ لا نفی کونہ' حسناً لغیرہٖ والحسن لغیرہٖ یحتج بہٖ کما بین فی علم الحدیث (انتھیٰ کلام العراقی) اور محقق ابن الہمام فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں کہ اور فھذہٖ عدّۃ احادیث لو کانت ضعیفۃ حسن المتن (فتح القدیر، ج۱، ص۶۷)
اور علّامہ محدّث، عارف شعرانی تلمیذ حافظ سیوطی رحمہم اللہ تعالی المیز ان جلد اص ۶۸ میں فرماتے ہیں، وقد احتج جمھور المحدثین بالحدیث الضعیف اذا کثرت طرقہ' والحقوہ' بالصحیح تارۃ والحسن اُخریٰ
الغرض روایت کا فی نفسھا ضعف مضر نہیں جبکہ اس کی روایت کے طریقے متعدد ہوں اور چونکہ روایت حدیث القریش اکفاء الخ کی روایت کے طرق متعدد ہیں، اس لئے وہ قابلِ احتجاج ہے اور امام زیلعی کے علاوہ امام ابن حجر عسقلانی نے بھی درایہ شرح ہدایہ مع ہدایہ ص ۲۶۷ میں اس حدیث کی متعدد طرقِ روایت نقل فرمائے ہیں۔

نوٹ ...... یہی جوابات ہم اختلافی مسائل انگوٹھے چومنا، دعاء بعد نمازہ جنازہ کیلئے وہابیوں دیوبندیوں کو دیتے تھے......
اب وہی جوابات ہمیں اپنوں کیلئے لکھنے پڑھے ہیں عجب رنگ ہیں زمانے کے۔

سوال۲......قرآن مجید میں کل مؤمن اخوۃ مطلق ہے اور اصول تفسیر کا قاعدہ ہے المطلق یجری علی اطلاقہ اور کفو کی تخصیص احادیث ضعیفہ سے ہے اور احادیث ضعیفہ نص قرآنی کی مخصص نہیں ہو سکتی۔

نوٹ......یہی دلیل آجکل گستاخان اہل بیت خوارج کے ذہن رکھنے والے کرتے ہیں اور مذکورہ بالا قاعدہ بھی انکی توثیق کرتا ہے پھر امام مالک اور بعض احناف بھی کفو کو غیر معتبر سمجھتے ہیں۔

جواب......کفو کی شرط نہ صرف امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منصوص ہے بلکہ امام شافعی اور امام احمد ایک قول پر ان کے علاوہ دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مؤید ہیں قرآن مجید کا مطلق ان احادیث صحیحہ سے ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین کا تعامل ہے جسے اجماع سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ امور مطلق حکم کے مخصص ہو سکتے ہیں اور القریش اکفاء الخ حدیث بھی مطلق ضعیف نہیں بلکہ حسن صحیح ہے کثرتِ طرق سے اسے صحیح مانا گیا ہے اور جو علت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتائی ہے یعنی کفو اس لئے شرط ہے کہ بعد کو نزاع پیدا نہ ہو اور لڑکی اور لڑکی والوں کیلئے موجبِ عار نہ ہو۔ اسی کو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجبوراً مطلق قرآن کو خود مقید کرتے بھی ہیں مثلاً قوم باہلہ اگرچہ عربی ہیں لیکن کسی عرب کا کفو نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ خسیس ہیں۔ ثابت ہوا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوررس نگاہ نے تاقیامت نکاح کے معاملات میں نزاع رفع فرمادیا۔

سادات کرام اس نکتہ پر غور فرمائیں تو کوئی شہزادی بلا نکاح نہیں رہ سکتی۔

سوال ۳...... امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب ہے کفائت سوائے دین کے مطلقاً شرط نکاح نہیں ہے اور ایک حدیث سے استدلال کیا ہے ترمذی کے حاشیہ میں ہے وفیه حجة لمالك علے الجمهور فانه یراعی الکفائة فی الدین فقط (مجمع البحار، ج ا ص ۲۰۷)

درالمختار اور اس کی شرح شامی میں ہے: (خلافا لمالك) فی اعتبار الکفائة خلاف لمالك والثوریٰ والکرخی من مشائخنا کذا فی فتح القدیر یعنی امام مالک، امام ثوری، امام ابوالحسن کرخی اور امام ابوبکر جصاص اور ان کے متبعین مشائخ عراق نکاح کیلئے کفو کا اعتبار و لحاظ نہیں کرتے اور کفو کا ہونا ان حضرات کے نزدیک کوئی ضروری نہیں ہے اور اگر اس قسم کی روایت صاحب مذہب امام اعظم ابوحنیفہ سے ان کے نزدیک ثابت نہ ہوتو تو حنفی حضرات یعنی ثوری، کرخی اور جصّاص اس نظریہ کو اختیار نہ کرتے۔

لم یعتبر والکفائة فی النکاح ولولم تثبت عندهم هذه الروایة عن ابی حنیفة لما اختاروها (ردالمختار، ج ۲ ص ۳۴۵)

اور عین الہدایہ، شرح ہدایہ میں ہے کہ ایک جماعت کے نزدیک جن میں (حضرت) عمر بن عبدالعزیز اور امام مالک، وحماد بن ابی سلیمان وغیرہم ہیں سوائے دین کے (کفائت) مطلقاً شرط نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، آدمی سب برابر ہیں جیسے کنگھی کے دانے (دندانے ہوتے ہیں) اور کچھ بھی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں بلکہ فضیلت تو تقویٰ سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید کو جو قریشی نہیں تھے فاطمہ بنت قیس قرشیہ بیاہ دی اور عبدالرحمٰن بن عوف کی بہن نے بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کیا اور ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بھائی کی دختر اپنے آزاد کیے ہوئے غلام سالم کو بیاہ دی۔

نوٹ ...... مذہب خوارج کا ذہن رکھنے والے آج بھی کہتے ہیں سید غیر سید میں کوئی فرق نہیں نہ ہی ذات پات کا اس لئے سیّدزادی کا نکاح ہر مسلمان سے جائز ہے۔ خواہ جولاہہ ہو، موچی، درکھان ہو...... کوئی ہو کل مؤمن اخوة

جواب ...... صاحب فتح القدیر امام ابن الہمام نے اس کا یہ جواب دیا کہ چونکہ ان مذکورہ بالا رشتوں کے سلسلے میں لڑکیوں کے اولیاء ورشتہ دار راضی ہو گئے تھے تو یوں اپنی رضامندی سے انہوں نے اپنا حق یعنی اعتراض کا حق خود ساقط کر دیا تو پھر ان صورتوں میں نکاح غیر کفو میں بھی جائز و صحیح ہو گیا تھا۔ (عین الہدای، ص ۴۸)

تنویر اور درمختار میں ہے، ویفتیٰ فی غیر الکفؤ بعدم جوازہٖ اصلاً اور اس کی شرح میں علامہ شامی فرماتے ہیں......

هٰذہٖ روایة الحسن عن ابی حنیفة و هٰذا اذا کان لها ولی لم یرض بهٖ قبل العقد فلا یفید الرضا بعده' مجر واذا لم یکن لها ولی فهو صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً کما یاتی لان وجه عدم الصحة علیٰ هٰذہٖ الروایة دفع الضرر عن الاولیاء واما هی فقد رضیت باسقاط حقها (فتح، ردالمختار، ج ۲ ص ۳۲۳)

اوراسی میں وان لم یکن لھا ولی فھو ای العقد صحیح نافذ مطلقاً (در مختار) ای سواء نکحت کفو او غیرہ' فتح، ای من القائلین بروایة ظاھر المذھب والقائلین بروایة الحسن المفتی بھا (ایضاً ج۲ص۳۲۴)

اور بحرالرائق میں ہے...... و ھٰذا یدل علیٰ ان کثیر امن المشائخ افتوا بالفقادہٖ فقدا اختلف الافتاء (بحرالرائق، ج۳ص۲۸)

معلوم ہوا کہ اگر لڑکی کے رشتہ دارراضی ہوں تو نکاح غیر کفو میں بھی ہوتا ہے اورعدم رضا کی صورت میں بھی ایک قول مفتی بہ کیمطابق۔ جمہور کے نزدیک نکاح کے سلسلے میں کفائت نسبی کا بھی اعتبار ہے۔مگرعین الہدایہ میں لکھا ہے کہ مخفی نہ رہے کہ نکاح کیلئے کفائت کا شرط ہونا ان روایت احادیث سے نہیں نکلتا غایت استحباب ہے اور تحقیق المقام یہ ہے کہ کفوشرط ہونا مقتضائے نکاح نہیں بلکہ بضرورت رفع فساد ہے۔یعنی اصل وہ ہے جو جامع ترمذی کی حدیث میں آیا ہے۔ (عین الہدایہ، ج۲ص۴۸)

سوال ٤......زمانہ حاضرہ میں چونکہ یہ خصوصیت خاندان اہل نبوی کو ہی حاصل ہے اور ہمارے دیار میں غالباً کوئی دوسری قوم ایسی نہیں کہ اسکے پاس اس کا شجرہ نسب محفوظ ہو اس کیلئے سادات کرام بنی فاطمہ علیہم وعلی آبائہم السلام کیلئے وہ بہ شرط معنی متذکرہ بالا کی رو سے قطعی ضروری ہوگی اوران لوگوں کے بارے میں یہ شرط کسی وقت ساقط الاعتبار قراردی جاسکے گی چنانچہ اس ملک میں ہمیشہ ہمیشہ اسکی پابندی کی جاتی رہی ہے اورآج کل بھی ہر خاص وعام اسکے خلاف کرنے کوایک امرعظیم سمجھتا ہے۔ (تحقیق الحق الظریف،ص۲۶)

جواب......اس خاندان کی خصوصیت کوقطعی قرار دینا امر عجیب ہے اسلئے قطعی احکام قرآن وحدیث متواتر سے ثابت ہوتے ہیں سوال کی شرط سمجھے تو کوئی انکار از دان سمجھے ہم کیا عرض کر سکتے ہیں دوسرے یہ کہنا کہ یہ شجرۂ نسب محفوظ ہے۔ دعویٰ صحیح ہے لیکن اس کا مشاہدہ اس کے برعکس بھی ہے تو کہنا پڑے گا کہ شجرہ نسب محفوظ ہے لیکن بندے غیر محفوظ ہیں۔ بہت سے بندے اور کوئی خاندان اپنے طور سیّد کہلواتے ہیں جنہیں اکثر لوگ جانتے ہیں کہ خود کو سیّد کہلوانے والے سیّد نہیں اور اکثر علاقوں میں یہ بیماری پائی جاتی ہے۔تو ثابت ہوا کہ یہ شرط قطعی نہ ہوئی احتمالی ہوئی۔واقعی دورسابق کے سادات کرام اس شرط کے پابند تھے کہ سوائے صحیح النسب سید برادری بلکہ اپنی سید برادری کے نکاح نہیں کرتے لیکن آج کل ماڈرن دور میں جہالت کا بیڑا غرق اور انگریزی تعلیم کا ستیاناس ہو کہ سیدزادیوں کے ساتھ جتنا ظلم ہورہا ہے ممکن ہے کسی اور خاندان میں نہ ہو۔اعلیٰ تعلیم کے بہانے سیّدزادی اعلیٰ خاندان کے جولا ہے اور چمار وغیرہ وغیرہ سے نکاح کر رہی ہے اور پوچھنے والا بھی کوئی نہیں اس لئے کوئی دعاوی ہمارے علماء کرام کونہیں کرنے چاہئیں جونص قطعی کے بالمقابل خودساختہ قطعی ضروری بنادیا جائے (انا للہ وانا الیہ راجعون) ہاں وہی شرط صحیح ہے جو اسی رسالہ تحقیق الحق الظریف میں تسلیم کیا گیا اور وہ ہے حق یعنی نکاح میں کفو کو ہونا ضروری ہے اور سادات کرام کو کفو قریش ہیں جس کی تفصیل آگے گزر چکی ہے کیونکہ قریش مستقل قوم سید کوئی برادری نہیں بلکہ یہ لقب ہے القاب کفو سے نہیں نکالتے۔

سوال ٥......القریش اکفاء الخ ضعیف ہے اور اسکے مقابلے میں افضیلت بنو ہاشم صحیح ہے صحیح کے مقابلے میں ضعیف کا کیا اعتبار۔

جواب......القریش اکفاء کے ضعف کا جواب ہم تفصیل سے عرض کر آئے ہیں صحیح حدیث کے مقابلے کی بات تب مناسب ہو جب صحیح حدیث نکاح کے بارے میں ہو وہ تو مطلق فضائل کیلئے ہے جیسے اصول فقہ کا قاعدہ ہے کہ عموم فضائل کسی خصوصی بحث کے کام نہیں آتے اس طرح سے تو فضائل العلماء وغیرہ باب النکاح میں لایا جاسکتا ہے۔

علاوہ ازیں بنو ہاشم کی افضیلت کا دربارۂ نکاح کا کون منکر ہے بنو فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بنو ہاشم سے علیحدہ ایک خاندان بنا کر مسئلہ کی بنیاد کھڑی کی کہاں کا اصول ہے۔ مسئلہ نکاح عثمان و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خصوصیت میں داخل کرنا قانونِ اسلام کے خلاف ہے وہ قانون یہ ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت کے اظہار کیلئے تصریح ضروری ہے جیسے آپکا چار سے زائد نکاح کرنا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہوتے ہوئے دوسرے نکاح سے روکنا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خود مسجد میں جب کی حالت میں رہنا، ایک صحابی کو صرف دو نمازوں کی اجازت دینا وغیرہ وغیرہ لیکن ایسی تصریح کہیں نہیں ملتی کہ حضرت عثمان غیر ہاشمی کو دو شہزادیاں عطا کرنا خصوصیت ہے۔

اور خصوصیت کی بات اہل علم سے اچھی نہیں اس لئے کہ چھوٹی کتابوں سے لیکر بڑی کتابوں میں واضح ہے خاصة الشئ یوجد فیہ والا یوجد فی غیرہ اگر یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاصہ ہوتا تو پھر سیّدنا حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح سیّدہ ام کلثوم حضرت عمر سے کر دینا خاصة الشئ کے قاعدہ کو توڑ رہا ہے۔ ان کے علاوہ فقیر نے فہرست میں درجنوں ایسے نکاح پیش کئے ہیں کہ غیر سیّد سے سیّدہ بیبیوں کے نکاح ہوئے۔

سوال ٦...... واقعات بتاتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں سادات غیر سادات میں بچیاں بیاہتے نہیں تھے اگر کہیں بے خبری میں ہوتا تو وہ نکاح جبراً توڑ والیا جاتا۔ واقعات تحقیق الحق لظریف میں نقل کیے ہیں بعینہ حاضر ہیں مصنف مرحوم پہلے ایک قاعدہ لکھتے ہیں کہ وہ قاعدہ یہ ہے...... فاطمیہ کے غیر فاطمی سے نکاح کے بارے میں ہمیشہ اہل عرف نے استنقاص کیا ہے۔ میرے علم کے مطابق اس سلسلہ میں سب سے پہلا مظاہرہ وہ ہے جسے مبرد نے اپنی کامل میں بھی نقل کیا ہے مبرد کہتے، حضرت زبیر کا خاندان کہا کرتا ہے کہ معاویہ نے مروان بن الحکم......

و تحدث الزبیر یون ان معاویة کتب الی مروان بن الحکم وھو والی المدینة اما بعد فان امیرالمؤمنین احب ان یرد الالفة ویسل السخمیة ویصل الرحم فاذا وصل الیک کتابی ھذا فاخطب الی عبد اللّٰه بن جعفر ابنته ام کلثوم علی یزید بن امیر المؤمنین وارغب له فی الصداق فوجه مروان الی عبداللّٰه بن جعفر فقرء علیه کتاب معاویه اعلمه بما فی رد الالفة من صلاح ذات البین واجتماع الدعوة فقال عبداللّٰه ان خالها الحسین بینبع ولیس ممن یفتات علیه بامر فانظرنی الی ان یقدم وکانت امها زینب بنت علی بن ابی طالب صلوٰۃ اللّٰه علیه فلما قدم الحسین ذکر ذلك له عبداللّٰه بن جعفر فقام من عنده فدخل الی الجاریته فقال یا بنیة ان ابن عمك القاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب احق بك ولعلك ترغبیین فی کثرة الصداق وقد نحلتك البغیبغات فلما حضر القوم للاملاك تکلم مروان بن الحکم فذکر معاویة وما قصده من صلة الرحم و جمع الکلمة فتکلم الحسین فزوجها من القاسم بن محمد (انتہی)

جب وہ مدینہ طیبہ کا والی تھا لکھا کہ امیر المؤمنین چاہتے ہیں کہ الفت دوبارہ پیدا کریں اور غصہ دور کریں اور باہمی رشتہ گانٹھیں اس لئے تجھے جب میرا خط ملے تو عبداللہ بن جعفر کو اس کی دختر ام کلثوم کا یزید بن امیر المؤمنین کیلئے نکاح کا پیغام دو اور حق مہر کے سلسلہ میں ان کو رغبت دلاؤ۔ چنانچہ مروان نے عبداللہ بن جعفر کو بلا بھیجا اور اس کے سامنے معاویہ کا خط پڑھا اور اس کو وہ بتایا کہ الفت لوٹانے میں باہمی حالات کی درستی ہے اور طاقت کا مجتمع ہونا ہے۔ عبداللہ نے کہا لڑکی کے ماموں جی ینبع گئے ہیں اور وہ کوئی ایسے نہیں کہ انہیں کسی معاملہ میں نظر انداز کیا جاسکے تم مجھے ان کے آنے تک کی مہلت دو اور لڑکی کی ماں حضرت زینب دختر حضرت علی (اللہ کی ان پر رحمتیں ہوں۔) جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے تو عبداللہ بن جعفر نے یہ واقعہ ان کو بتایا آپ ان کے پاس سے اٹھے اور لڑکی کے پاس اندر چلے گئے اور فرمایا بیٹی تیرا چچازاد بھائی قاسم بن محمد تیرے لئے حق ہے شاید تجھے حق المہر کے زیادہ ہونے کی رغبت ہو تو میں تجھے بغیبغات دیتا ہوں جب لوگ نکاح کیلئے آئے تو مروان نے بات کی اور معاویہ کا ذکر کیا اور اس کا مقصد بتایا یعنی رشتہ داری گانٹھنا اور آواز کو متحد کرنا اس پر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لڑکی کا قاسم بن محمد سے بیاہ کر دیا۔

اسی قسم کا واقعہ حضرت سیّد برہان الدین بخاری بھکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بھی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی نادر تصنیف مخازن النسب میں ذکر فرمایا ہے کہ آپ نے اپنی صاحبزادی کا نکاح ایک ایسے آدمی سے فرمادیا تھا جسے آپ نے سیّد حسینی سمجھا ہوا تھا اس سے اولاد بھی ہوئی مگر بعد میں تحقیق ہوا کہ یہ تو مخزومی ہیں چنانچہ آپ نے داماد کو بھکر سے نکال دیا اور دختر گھر بٹھالی۔ معلوم ہوا کہ قرناً فقرناً اہلِ عرف اس کے منکر رہے ہیں۔ اس کے بعد مولف مرحوم فرماتے ہیں کہ اہل عرف کے انکار کی واضح ترین دلیل حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار ہے کہ باقی قریش بنی ہاشم کے کفو ہوں۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تالیف لطیف الصواعق المحرقہ میں جس کو تمام اہل سنت و جماعت بلا امتیاز معتبر و مستند تصوّر کرتے ہیں فرماتے ہیں: و من خصائصه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ان اولاد بناته عليه السلام ينتسبون اليه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم (الى ان قال) ثم معنى الانتساب اليه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الذى هو من خصوصياته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم انه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اب لهم و انهم بنوه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم حتى يعتبر ذلك فى الكفائته فلا يكافى شريفته هاشمى غير شريف و قولهم ان بنى هاشم والمطلب اكفاء محله فيما عدا هذا الصورة

فتاویٰ الشریف المؤید میں ہے: قال العلامه ابن الظهير بنو هاشم وبنو المطلب اكفاء بعضهم بعض وليس منهم واحد كفوا للشريفه من اولاد الحسن والحسين رضى الله تعالىٰ عنهم لان المقصود عن الكفائته الاستواء فى نسبته اليه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وليسوا بمستوين فيه (انتہیٰ)

رشفۃ الصاوی میں ہے: و منها انهم اى اولاد زينب بنت فاطمه و عبدالله بن جعفر رضى الله تعالىٰ عنهم لا يكافئون اولاد الحسن والحسين رضى الله تعالىٰ عنهما فالزينبى مثلا ليس كفوا للحسنيته والحسينيته (انتہیٰ)

تتمه جرى عمل ساداتنا العلويين الحسنيين رضوان الله تعالىٰ عليهم اجمعين قديما و حديثا انهم لا يزوجون بناتهم الا من شريف صحيح النسب غيرة منهم على هذا النسب العظيم ولا يجيزون تزويجها بغير شريف انتهى

بغیۃ المسترشدین میں ہے: لیس الهاشمی الغیر المنتسب الیه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کذریته علی من غیر فاطمة رضی الله تعالیٰ عنها کفوا لذریته السبطین الحسنین ابنی فاطمته رضی الله تعالیٰ عنهم و ذلك لاختصاصهما بکونهم ذریته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و عشبین الیه علیه و علیهما الصلوٰة والسلام ای منتبین الیه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی الکفائته وغیرها یحمل قولهم ان بنی هاشم و بنی المطلب اکفاء علی غیر اولاد السبطین و قوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نحن و بنوالمطلب شئی واحد علی الموالاة و تحریم الذکوٰة وغیرها

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کی اولاد کا نسب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوتا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف انتساب ہونے کا جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے باپ ہیں اور وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزندان ہیں تاکہ یہ انتساب کفو ہونے میں معتبر ہوگا یعنی کسی سیّدہ کا کوئی ہاشمی جو سیّد نہ ہو کفو نہ ہوگا اور علماء کا یہ کہنا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب باہم کفو ہیں اس صورت کے بغیر دوسری صورتوں میں ہی مراد ہے۔ فتاویٰ اشرف المؤید میں ہے کہ علامہ ابن ظہیر نے کہا ہے کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک دوسرے کے کفو ہیں لیکن ان میں سے کوئی سیّدزادی کا کفو نہیں جو حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما وعنہم کی اولاد اطہار میں سے ہیں کیونکہ کفو ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے برابر کی نسبت ہے حالانکہ حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد اور دیگر بنو ہاشم ومطلب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے میں برابر سراسر نہیں۔

فتاویٰ رشفتہ الصاوی میں ہے کہ ان خصائص میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت زینب دختر فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد حضرت امام حسن مجتبیٰ وامام حسین مقتدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کیلئے نکاح کے میں کفو نہیں پس حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرزند حضرت حسنین سبطین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دختران کا نکاح میں کفو نہ ہوگا۔

تتمہ سادات حسنی وحسینی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا پرانا اور نیا معمول یہ رہا ہے کہ اپنی صاحبزادیوں کو صحیح نسب والے سیّد حسنی وحسینی کے بغیر نہیں بیاہتے اس عظیم نسب کی غیرت کے بدولت اور سیّدزادیوں کا سیّدزادوں کے بغیر بیاہنا وہ جائز ہی نہیں سمجھتے۔

فتاویٰ بغیۃ المسترشدین میں ہے ہاشمی جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسب پاک میں سے نہ ہو جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ اولاد جو حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نہیں سبطین کریمین حضرت حسنین فرزندان حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کا کفو نہیں ہے اور اس کا باعث ان کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہی اولاد ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسب پاک میں سے ہیں۔ مسئلہ کفو کا ہو یا کوئی اور ہر مسئلہ میں علماء کا یہ کہنا کہ اولاد ہاشم اور مطلب ہم کفو ہیں ان سبطین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بغیر دوسروں کیلئے ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان کہ ہم اور مطلب کی اولاد ایک شے ہیں تو ان سے محبت کرنے اور زکوٰۃ حرام ہونے کے سلسلہ میں ہے۔

حضور مجدد القرن الرابع بعد العشر امام ہمام سیّدنا الشیخ محبوب اللہ سیّد مہر علی شاہ الجیلانی ثم الگولڑوی قدس سرہ المقدس سے سیّدہ سبطیہ کے غیر سیّد سے نکاح کے بارے میں استفتاء کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جائز نیست و مفتی بجواز نہ تنہا بر ولات سیدہ ظلم روا داشتہ بلکہ بر کافہ اہل اسلام کہ بمقتضیٰ آیہ شریفہ،

قل لا اسئلکم علیه اجرا لا المودۃ فی القربیٰ وبه فحواء لایؤمن احدکم

حتیٰ اکون احب الیه من والده و ولده والناس اجمعین

مؤدت وحب ذی قرابتہ نبویہ را بر خود فرض دانند و اصول ایمان می شمارند جور بے عد و ستم بے حد نمودہ چہ ظاہر است کہ صحت نکاح سیدہ ہاشمیہ فاطمیہ در غیر کفو جائز نیست بناء علی الموالات المذکورۃ ہزار ہا دل بوجہ ہتک حرمت اہل بیت رنجیدہ و شکستہ خواہند بود۔

ان تفصیلات سے منور ہوگیا ہے کہ اہل معروف ہر زمانہ میں سیّدہ سبطیبہ کے غیر سید سے نکاح کرنے کو موجب ننگ وعار اور سببِ استنقاص سمجھتے رہے ہیں اور ہر قرن وقریہ میں سادات کرام کا براعن کا برا اپنی نسب کی اس عار سے حفاظت کرتے آئے ہیں۔

نوٹ......فقیر نے سوال میں طوالت عمداً کی ہے اور اصل عبارت درج کی ہیں تا کہ جواب سمجھنے میں آسانی ہو۔

جواب ...... ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ سادات کرام اپنی عزت واحترام کے پیش نظر اپنی مقدس برادری سے باہر نہ نکلیں لیکن جب مجبوری ہو تو ماڈرن دور میں شہزادیوں کو خود ایسا ماحول دے دیا کہ اب وہ آباؤاجداد کے دور کو دقیانوسی دَور گردانتی ہیں پھر وہی ہوتا ہے جو سب کے سامنے ہے۔ ہاں اب بھی بے شمار سادات کرام اپنے آباؤاجداد کی روش اور طریقہ پر گامزن ہیں کہ شہزادیوں کو اپنی چار دیواری کے سوا کسی اور دیوار کا دیکھنا نصیب نہیں، بات تو ایسی خواتین کیلئے ہے کہ اگر ایسی مقدس بیبیوں کا رشتہ اپنی برادری کے سیّد صاحب سے کیا جائے جو مقدس خاتون کی خوبو کے برعکس ہے وہ کیا کرے اس کیلئے ہم کفو قریش اور اہل علم خاندان کا مشورہ دیتے ہیں تا کہ اعلیٰ خاندان کی شہزادی کی عمر ضائع نہ ہو یا ایسے قیمتی جوہر پر گندگی کا داغ نہ پڑے جس سے عمر بھر نہ صرف سادات کرام کی رُسوائی و ذِلت کا موجب ہو بلکہ تمام اُمتِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شرم کے مارے سر جھکائے پھرے۔

ہاں واقعات سے استدلال صحیح نہیں ہوتا جیسے علم اصول کا قاعدہ ہے کیونکہ واقعات کی پہلے نوعیت صحیح نہیں ہوتی اگر ہو تو اس کے کوئی وجوہ ہو سکتے ہیں جیسے سوال میں سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ پیش کیا گیا ہے اس میں یہ تو تصریح نہیں کہ آپ نے فرمایا ہو کہ چونکہ یہ لوگ غیر سیّد ہیں اور ہم سیّد...... اسی لئے رِشتہ ممکن نہیں ہے جس کیلئے رشتہ طلب کیا گیا وہ شرعی معیار کے مطابق نہ ہو پھر سیّدنا امام حسین اپنے نانا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف کب کر سکتے ہیں جبکہ آپ نے بنوامیہ کے ایک فرزند سیّدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو رِشتے دے کر فرمایا کہ میری سو بچیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیتا۔

اور اپنے والد گرامی سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف کیسے کر سکتے ہیں جبکہ انہوں نے سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غیر سیّد کے نکاح میں دے دی۔

یہی حال سیّد بھکری مرحوم کا ہے اپنا ایک ذاتی نظریہ ہوگا جو جمہور کے خلاف ہے اسی لئے نا قابلِ قبول۔

جواب الفتاویٰ......سوال میں چند فتاویٰ کی عبارات لائی گئی ہیں۔
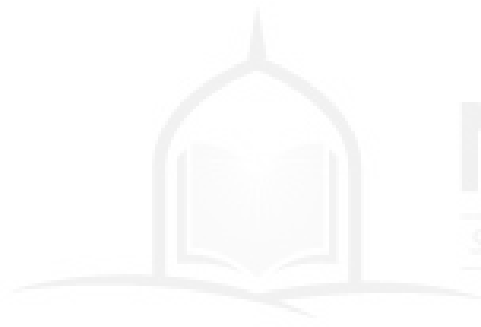
سوال ۷......تم نے سابقا الزام لگایا ہے کہ مانعین نے شوافع کے حوالے دیئے ہیں اور وہ فتاویٰ کی کتب بھی نہیں اور نہ ہی ان کے مصنفین مفتی ہیں وہ عام مؤرخ ہیں یا صرف ناقل مصنف **تحقیق الحق الظریف** نے اس کے ساتھ ایک حوالہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی لکھا ہے جو کہ نہ صرف فقیہ حنفی ہیں بلکہ وہ بقول شما دسویں صدی کے مجدد بھی ہیں وہ حوالہ یہ ہے، شرح فقہ میں فرماتے ہیں کہ ولم یکن لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم عقب الامن ابنته فاطمه رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها فانتشر نسله الشریف صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم عنها فقط من جهته السبطین اعنی الحسنین رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما

پھر آگے فرماتے ہیں، والاصح ان فضل ابنائهم علی ترتیب آبائهم الا اولاد فاطمة فانهم یفضلون علی اولاد ابی بکر و عمر و عثمان لقربهم عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم فهم العترة الطاهرة والذریته الطیبه الذین ذهب اللّٰہ عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد صرف آپ کی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسل پاک صرف ان ہی جگر گوشہ لوگ سے بذریعہ سبطین کریمین یعنی سادا تنا الحسن والحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پھیلا ہے اور اصح یہ ہے کہ خلفاء کے فرزندان کی فضیلت کی ترتیب ان کے باپ کی فضیلت کی ترتیب سے ہوئی سوا اولاد حضرت فاطمہ کے کہ ان کو ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد پر بسبب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریبی ہونے کے فضیلت ہے پس وہ پاک خاندان اور بہترین اولاد ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی ناشائستگی روانہ رکھی ہے اور ان کو بالکل ہی پاک فرما دیا ہے۔

جواب......حوالہ صحیح ہے لیکن اس میں نکاح بیاہ کی گفتگو ہے ہاں اہل بیت کرام کی فضیلت بیان فرمائی ہے اور فقیر قاعدہ لکھ آیا ہے معاملہ نکاح اور ہے ذکر فضائل شے دگر ہے۔ مندرجہ ذیل فضائل تو احادیث سے ثابت ہیں جو کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری کے حوالے سے کہیں بڑھ کر قوی ہے لیکن فضائل ہی فضائل اپنی کفو میں نکاح سے مانع نہیں اور نہ اسے کسی نے ممانعت کا فتویٰ دیا ہے۔

فضائل اهلبیت

حدیث۱......اخرج الطبرانی عن عمر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کل بنی انثی عصبتھم لا بیھم ما خلا ولد فاطمۃ فانی انا عصبتم وانا ابو ھم

طبرانی نے حضرت عمر سے روایت کی ہے کہتے تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مؤنث انسان اولاد کا عصبہ ان کی باپ کے رشتہ دار ہوتے ہیں سواء اولاد فاطمہ کے کہ میں ان کا عصبہ اور باپ ہوں۔

حدیث۲......اخرج الطبرانی عن فاطمتہ الزھراء رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا قالت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کل بنی ام ینتمون الی عصبتھم الا ولد فاطمہ فانا ولیھم ونا عصبتھم

طبرانی نے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہا کہ ہر ماں کی اولاد اپنے عصبوں کی طرف منسوب ہوتی ہے سوا اولاد فاطمہ کے کہ میں ان کا والی ہوں اور میں ہی ان کا عصبہ ہوں۔

حدیث۳......اخرج الحاکم عن جابر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم لکل بنی ام عصبہ ینتمون الیھم الا ابنی فاطمہ فانا ولیھما وعصبتھما وغیرہ وغیرہ

حاکم نے روایت کی ہے کہ جابر نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ماں کے فرزندان کیلئے عصبہ ہوتے ہیں جن کی طرف وہ منسوب ہوتے ہیں مگر فاطمہ کے دو فرزندان کہ میں ہی ان کا والی ہوں اور ان کا عصبہ ہوں۔

فائدہ......حضرت علی کرم اللہ وجہہ الشریف کی صاحبزادی اُمِّ کلثوم الفاطمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیساتھ حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نسب طلب کرنا اور اسکی وجہ بیان کرنا کہ وہ صرف حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق نسبی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

جیسا کہ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں، عن عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ انہ خطب ام کلثوم من علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما فاعتل بصغرھا وبانہ اعدھا لا بن اخیہ جعفر فقال لہ ما اردت الباءتہ ولکن سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول کل حسب و نسب ینقطع یوم القیامۃ ما خلاسببی و نسبی و کل بنی انثی عصبتھم فاحببت ان یکون لی من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم سبب و نسب (انتہی بقدر الحاجۃ)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ روایت صحیح ہے کہ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی صاحبزادی کا رِشتہ مانگا، حضرت علی نے آپ کی عمر چھوٹی ہونے کا اور یہ کہ آپ نے اپنے بھتیجے کو دینے کا ارادہ کیا ہوا ہے عذر کیا تو آپ نے کہا کہ مجھے نفسانی ضرورت نہیں لیکن میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ہر حسب ونسب قیامت کو ٹوٹ جائے گا سوا میرے حسب ونسب کے اور عورت سے جنم پانے والے کا عصبہ ان کے باپ کے رشتہ دار ہوتے ہیں سوا اولاد فاطمہ کے کہ میں ہی ان کا باپ اور عصبہ ہوں اس لئے مجھے خواہش ہے کہ میرا حسب بھی اور نسب بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے ہمارے قول کی تائید ہوئی کہ فضائل احکامِ نکاح کیلئے مانع نہیں انہی فضائل سے شیعہ کو دھوکہ لگا کہ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ اوّل سمجھ کر دوسرے حضرات کو ظالم و غاصب قرار دیا حالانکہ فضائل میں دوسرے حضرات میں بھی کمی نہ تھی لیکن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کے اظہار کی ضرورت تھی۔

نکتہ...... ہاں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اظہار کی ضرورت یوں تھی کہ منافقین کے منہ بند کرنے کیلئے کہ وہ آپ کی مذمت پر ہر وقت کمر بستہ رہتے تھے اور آنے والی نسلوں میں خوارج وغیرہ آپ کے سخت منکر تھے اسی لئے آپ نے کئی فضائل بیان فرمادیئے مثلاً 'لحمک لحمی اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور' انت بمنزلۃ ھارون من موسیٰ (علیھم السلام) تو جس طرح یہ فضائل حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت بلافصل ثابت نہیں کرتے یوں ہی سبطین کریمین رضی اللہ عنہما اوران کی اولاد امجاد کے فضائل۔

فضائل آلِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نکتہ

ان عریض طویل اور اعلیٰ فضائل کا نکتہ یہ ہے کہ کم وبیش ایک لاکھ یا دو لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام بلکہ اولادِ آدم علیہ السلام کے کلیہ ضابطیہ کو توڑا اس کے برعکس کیا گیا کہ سرورِ انبیاء اور سیّد ولد آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سلسلہ شہزادی سیّدہ فاطمہ سے چلے تو چونکہ صنفِ انسانی کیلئے ایک نیا معاملہ تھا اسلئے آپ نے اسے اُمت کے اذہان میں مضبوط اور راسخ کرنے کیلئے جتنا رِشتے سے متعلق امور ہیں ان سب کو علیحدہ علیحدہ ذکر کر کے اپنی طرف منسوب فرمائے تا کہ یہ کوئی نہ سمجھے کہ اولادِ فاطمہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اولاد فرمایا تو وہ صرف فضیلت ہے بلکہ بار بار تاکید اور ہر رشتے کو علیحدہ علیحدہ بیان کر کے فرمایا کہ یہ صرف فضیلت نہیں بلکہ حقیقت ہے۔لیکن رشتہ نکاح کے بارے میں وہی طریقہ رکھا جو عام کفو کا ہے تا کہ سادات کرام کے ازدواجی ماحول پر کوئی اثر نہ پڑے اسی لئے آپ نے ان کے ہر رشتہ کو اپنا رشتہ فرمایا تو نکاح کے بارے میں فرما سکتے تھے کہ انکے ہاں کوئی بھی رشتہ نہیں کر سکتا خواہ وہ قریش ہوں ہاشمی ہوں مطلبی ہوں وغیرہ وغیرہ تو ثابت ہوا کہ اہل بیت یعنی سادات کرام کے فضائل سر آنکھوں پر لیکن معاملہ نکاح میں انہیں ایک علیحدہ فرد قرار دے کر دوسروں کیلئے حرام اور اس کے ارتکاب کو زِنا اور فتویٰ دینے والوں کو حرامی اور ابوجہل اور جاہل ملانے کہنا اور انہیں خارج از اسلام جیسی دھمکیاں دینا ظلم عظیم ہے۔

تتمہ...... اللہ تعالیٰ نے خواتین کو مردوں کی کھیتی بتایا ہے...... کما قال نسائکم حرث لکم عورتیں تمہارے کھیتی ہیں۔

رسول اکرم شفیقِ اُمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا...... تناکحوا و تناسلوا فانی اباھی بکم الامم یوم القیمۃ نکاح کرو اور نسل بڑھاؤ اس لئے کہ میں قیامت میں تمہاری وجہ سے فخر کروں گا۔

ظاہر ہے زمین جتنا بہتر ہوگی اتنا ہی اناج بہتر اور بہت زیادہ ہوگا تو حریص کسان زمین کو بھی بنجر نہیں چھوڑتا اور پھر اس سے خوب کماتا ہے جس کی وجہ سے اپنے ہجولیوں سے قد آور سمجھا جاتا ہے ایسی زمین بنجر نہ چھوڑنے کا اس کا جی چاہے گا دوسرے لوگ اسے بنجر چھوڑنے دیں گے اگر اس کی کسی قسم کی مجبوری اور معذوری ہوتی ہے تو اس کے آباد کرنے کے اسباب مہیا کئے جاتے ہیں۔

ایسی اعلیٰ زمین کی تو بات ہی کیا ہے ایک عام زمین کا ٹکڑا وِیران چھوڑا جائے تو وہ ٹکڑا کرکٹ، پیشاب، پاخانہ کا مرکز بن جائے گا اور بوقت ضرورت اس سے مٹی اٹھا کر گڑھے بنا دیئے جائیں گے وہ زمین کا ٹکڑا نہایت ہی خراب وبیکار سمجھا جائیگا وہاں کوئی بھی ڈیرہ جما کر بیٹھنے کو اس کی متعفن فضا کی وجہ سے وہاں سے اپنی ناک پر رومال رکھ کر تیزی سے نکل جانے کی کوشش کرے گا۔ صِرف سمجھانے کیلئے عرض کیا گیا ہے، اب بلاتفصیل سمجھئے کہ سادات کا گھرانہ اعلیٰ قیمتی جوہر ہے یہاں سے جتنا اولاد پیدا ہوگی وہ قیمتی اور اعلیٰ جوہر ہوگی کہ سادات کا صرف ایک فرد اُمت کی امان ہے جیسے امام یوسف نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے اشرف المؤید میں روایت نقل کی ہے کہ دنیا میں سب پہلے سادات رُخصت ہوں گے پھر دوسری اقوام۔تو ثابت ہوا کہ یہ گھرانہ اُمت کی امان ہے

اب میں حیران ہوں کہ یہ اعلیٰ گھرانہ شہزادیوں کو گھر میں بٹھا کر کون سا کارنامہ سرانجام دے رہے ہیں۔ انہیں اپنے جدامجد کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعمیل میں سر کی بازی لگا دینی چاہئے کہ شہزادیوں کی ویرانی کے بجائے ان کی شادی آبادی کی فکر کرنی چاہئے اگر سادات گھرانے سے گوہر آبدار نایاب ہے یا خاندان میں ایسی نکمّی جنس ہے کہ الٹا آپ کی قیمتی جنس کو قباحت ورذالت کے گھڑے میں پھینکتا ہے یعنی افیونی، چرسی، بھنگی، فاسق وفاجر چورڈاکو ہے تو پھر قیمتی جوہر بیکار نہ رکھئے ورنہ اس کا حال اسی بنجر زمین کے ٹکڑے کا ہوگا جس سے نہ صرف ہمارے جیسے نیازمند خون کے آنسو بہائیں گے بلکہ آقائے کونین مولائے دارین صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت رنج پہونچے گا کیونکہ جسکے گھرانہ میں ایسے روح فرسا واقعات ہوتے ہیں گھر والوں کے قلوب غم والم میں ڈوب جاتے ہیں اور یہ سارا بوجھ جناب کے سر پر آ کر گرے گا۔ اسی لئے پھر اسی کاروائی کو بروئے کار لائیے جس کیلئے گزارشات سابقہ اوراق میں عرض کی گئی ہیں۔

و ما علینا الا البلاغ

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ